بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Sunday, the 26th January, 1986

---

the Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (State Bank Building), Islamabad, at Six of the clock in the evening, Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿٢٩﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ
اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٣٠﴾ وَالَّذِيْٓ
اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌ بَصِيْرٌ ﴿٣١﴾

[ترجمہ۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے۔ شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ بے شک جو لوگ خدا کی کتاب پڑھتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ اس تجارت کے فائدے کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہو گی۔ کیونکہ خدا ان کو پورا پورا بدلہ اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی دے گا وہ تو بخشنے والا (اور) قدر دان ہے۔ اور یہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے برحق ہے اور ان (کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے کی ہیں۔ بیشک خدا اپنے بندوں سے خبردار (اور ان کو) دیکھنے والا ہے]۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Sunday, the 26th January, 1986

---

the Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (State Bank Building), Islamabad, at Six of the clock in the evening, Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُونَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُورَ ﴿٢٩﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ
أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ إِنَّهٗ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٠﴾ وَالَّذِيٓ
أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
إِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيرٌۢ بَصِيرٌ ﴿٣١﴾

[ترجمہ۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے۔ شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ بے شک جو لوگ خدا کی کتاب پڑھتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ اس تجارت کے فائدے کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔ کیونکہ خدا ان کو پورا پورا بدلہ اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی دے گا وہ تو بخشنے والا (اور) قدر دان ہے۔ اور یہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے برحق ہے اور ان (کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے کی ہیں۔ بیشک خدا اپنے بندوں سے خبردار (اور ان کو) دیکھنے والا ہے]۔

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: Question No. 1.

Engineer Syed Muhammad Fazal Agha: On his behalf Sir.

PROMOTION OF RADIO PAKISTAN EMPLOYEES IN GROUP 3 AND 4

1. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel** (Put by Syed Fazal Agha): Will the Minister for Information and Broadcasting be pleased to state whether it is a fact that the employees of Radio Pakistan in groups 3 and 4 were promoted to group 5 on the basis of B. A. (or graduate) qualification so far, but now M. A. (or post-graduate), Qualification has been prescribed for such promotions if so, the reasons therefor?

Mr. Hamid Nasir Chattha: No. In PBC, no academic qualification is prescribed for filling the posts by promotion. Promotion is made on the basis of seniority, on the job performance and availability of vacancy in the relevant cadre.

Mr. Chairman: The question No. 2 is postponed as the concerned Minister is not present. Next Question No. 3.

Engineer Syed Muhammad Fazal Agha: On his behalf, Sir.

FACILITIES IN P.T.V. AND P.B.C.

3. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel** (Put by Engineer Syed Muhammad Fazal Agha): Will the Minister for Information and Broadcasting be pleased to state:

(a) whether it is a fact that both the organisations of Radio Pakistan and Pakistan Television are Corporations; and

(b) whether it is also a fact that the facilities of Motor Cycle Advance, two bonuses in a year and free licence for T.V. are enjoyed by the employees of PTV Corporation, but the employees of PBC do not enjoy such facilities; if so, the reasons therefor?

Mr. Hamid Nasir Chattha: (a) Yes, PBC and PTV both are Corporation. PBC is a statutory corporation established under PBC Act, 1973 whereas PTV is a Public Limited Company registered under Companies Act, 1913 (Companies Ordinance, 1984).

(b) The facility of Motor Cycle Advance is not available to PTV employees. PTV does pay bonus to its employees because as a profit making organisation, it is legally bound to do so. PTV also reimburses the amount of TV licence fee paid by its employees. The facility of Motor Cycle Advance is available to PBC employees. The amount of Radio licence fee is also reimbursed to lower categories of PBC employees. However, no bonus is paid to PBC employees because it has not yet earned a profit.

Mr. Chairman: Next question No. 4.

JUDICIAL POWERS TO DECIDE TRIBAL MATTERS

4. ***Malik Faridullah Khan:** Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state:

(a) whether it is a fact that States and Frontier Regions (SAFRON) Division has no judicial powers to decide tribal matters and that these matters fall under the jurisdiction of Home Department of the Provincial Government; and

(b) whether the Government has any proposal to invest the Federal Division Incharge of Tribal Affairs with the powers of an Appellate Authority to review/revise the decisions of the Provincial Government?

Syed Qasim Shah: (a) No. It is not a fact that the Home Department of the NWFP Government has the judicial powers to decide tribal matters. The States and Frontier Regions Division also does not enjoy such powers.

(b) No, there is no such proposal.

<u>ملک فرید اللہ خان</u>: جناب والا! کیا وزیر صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ یہ عدالتی اختیارات کس کے پاس ہیں؟

سید قاسم شاہ: مرکزی حکومت کے زیر انتظام سرحدی علاقہ جات ایک علیحدہ قانونی حیثیت کے حامل ہیں۔ یہ علاقے آئین کی دفعہ ۲۴۶ (سی) میں متعین کیے گئے ہیں اور آئین کی دفعہ ۲۴۷ (اے) کے تحت مرکزی انتظامیہ کے عمل دخل ہیں۔ رولز آف بزنس ۱۹۷۳ کے تحت ان علاقوں کی انتظامی اور سیاسی ذمہ داری' ڈویژن برائے ریاستیں و سرحدی علاقہ جات کو سونپی گئی۔ صوبہ سرحد کے گورنر فاٹا کے لئے ریاستیں و سرحدی علاقہ جات ڈویژن کے اعلان' ایس آر او ۱۰۹' ۲۵ جون ۱۹۷۰ کے تحت صدر پاکستان کے ایجنٹ مقرر کئے گئے ہیں اور وہ ان علاقوں میں جس طرح کہ صدر پاکستان' گاہے گاہے حکم دیتے ہیں' حاکم مجاز کا کام کرتے ہیں۔ وہ صدر کے ایجنٹ کی حیثیت سے ایسے ڈویژنل کمشنر' ڈپٹی کمشنز اور پولیٹیکل ایجنٹ کی تعیناتی کرتے ہیں جن کا تعلق فاٹا کی انتظامیہ سے ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: وہ عدالتی اختیارات کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں۔ عدالتی اختیارات کس کے پاس ہیں؟

سید قاسم شاہ: فاٹا کے انتظامی ڈھانچہ میں پولیٹکل ایجنٹ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور وہ سرکردہ سول اور عدالتی حاکم ہوتا ہے اور وہ امن و امان فرنٹئیر کرائمز ریگولیشنز ضابطہ فوجداری کے ذریعہ برقرار رکھتا ہے اور اس سلسلے میں لیوی' خاصہ دار اور فرنٹئیر کور اس کی مدد کرتے ہیں۔ اگر مزید چاہتے ہیں تو میں اور بھی تفصیلات دے سکتا ہوں

جناب چیئرمین: شکریہ' حاجی ملک فرید اللہ خان۔

ملک فرید اللہ خان: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اگر ایک ایجنسی کا پولیٹیکل ایجنٹ کوئی غلط فیصلہ کر دیتا ہے تو اس فیصلے کو کہاں پر چیلنج کیا جا سکتا ہے اور اس کے لئے کون سی اتھارٹی ہے۔ جس سے کوئی remedy حاصل ہو جناب قبائلیوں کے لئے' میرا بنیادی سوال یہ ہے۔ یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ پولیٹیکل ایجنٹ کو اتنے وسیع اختیارات دیئے گئے ہیں کہ جن کی کوئی حد ہی نہیں۔ لیکن اگر ایک پولیٹیکل ایجنٹ غلط فیصلہ کرتا ہے تو اس فیصلے کو ہم کہاں چیلنج کر سکتے ہیں اور جیسے وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ علاقے مرکز کے زیر انتظام ہیں اور صدر ان کی تعیناتی کرتا ہے safron کے تحت کنٹرول ہوتے ہیں لیکن safron کے پاس revision یا Appellate powers نہیں ہیں تو بیچ میں ایسے نظر آتا ہے کہ نہ تو یہ safron کے زیر انتظام ہیں اور نہ صوبائی حکومت کے' یہاں جواب میں دیا گیا ہے کہ ہوم سیکرٹری کے پاس وہ اختیارات نہیں ہیں وہ حکم کہاں چیلنج ہو سکتا ہے جناب۔

سید قاسم شاہ: سر! جہاں تک فرید خان صاحب کے کہنے کا تعلق ہے میں بھی اس سے کسی حد تک اتفاق کرتا ہوں لیکن اس ضمن میں جیسے کہ میں نے پہلے بھی - - - - - - - - (مداخلت)

جناب چیئرمین: میرے خیال میں سوال آپ سمجھ لیجئے۔

سید قاسم شاہ: میں سمجھ گیا ہوں۔ میں اس کا جواب دیتا ہوں میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ تھوڑا سا مجھے تفصیل میں جانا پڑے گا۔ اس میں پولیٹیکل ایجنٹ اور کمشنر کو قانون کے تحت وسیع اختیارات دیئے گئے ہیں اور قبائلی ایجنسی میں امن و امان کی صورت حال کو کنٹرول کرنا اس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ضابطہ فوجداری کے تحت پولیٹیکل ایجنٹ متعلقہ ایجنسی کے لئے سیشن جج کا بھی کام کرتا ہے۔ اور کمشنر کو ضابطہ فوجداری کے تحت ہائی کورٹ جیسے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ اور متعلقہ ڈویژن کے کمشنر کے فیصلہ کے خلاف کسی مداخلت کی گنجائش نہیں ہے۔ دستور کے آرٹیکل ۲۴۷ (۳) کے تحت کوئی قانون قبائلی علاقوں میں صدر کی پیشگی منظوری کے بغیر لاگو نہیں ہو سکتا۔ یہ گنجائش ضروری ہے کیونکہ فاٹا میں حالات دوسرے آباد علاقوں سے مختلف ہیں اور اس چیز کا جائزہ لینا مفید ہو گا کہ آیا کسی قانون کا ان علاقوں پر اطلاق قابل عمل ہو گا۔ اس چیز کو متعلقہ انتظامی وزارت صوبہ سرحد انتظامی ڈویژن اور صوبہ سرحد کی حکومت سے مشورہ کر کے یقینی بنایا جاتا ہے اب تک یہ پالیسی رہی ہے کہ صرف نہایت ضروری قوانین کا اطلاق فاٹا پر کیا جائے۔ بموجب آرٹیکل ۲۴۷ (۷) دستور پاکستان وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات 'اعلیٰ عدالتوں کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں۔ چونکہ مجموعی طور پر قبائلی علاقہ جات میں سماجی ڈھانچہ ابھی تک مکمل روایتی ہے اور لوگ اپنے رسم و رواج سے گہری وابستگی رکھتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ان کے تنازعات کا فیصلہ انہی کے تحت کیا جائے۔ فاٹا میں انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے فرنٹیئر کرائمز ریگولیشن ہمہ وقتی آزمائش پر پورا اترا ہے۔ یہ چیز قانون کے مطابق ہے۔ اس میں جیسا کہ فرید اللہ خان نے کہا ہے کہ یہ گنجائش ہے کہ کمشنر کا فیصلہ وہاں آخری فیصلہ ہے تو انشاء اللہ اس پر غور کیا جائے گا۔ ان کا جو خیال اور سفارش ہے میں اس سے بھی مستفید ہوں گا اور انشاء اللہ اس پر کچھ نظر ثانی کی جائے گی۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: جب سے Resident کی پوسٹ وہاں سے abolish ہوئی ہے اس کے بعد معاملات حل ہونے شروع ہوئے ہیں یا اس میں پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں؟

جناب چیئرمین: میں نہیں سمجھا

نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: ان علاقوں کے لئے پولیٹیکل ریذیڈنٹ کا ایک عہدہ ہوتا ہے اس کو منسوخ کرنے کے بعد قبائل کے حالات درست ہو گئے ہیں یا کچھ مزید تکالیف شروع ہو گئی ہیں۔

سید قاسم شاہ: میں نے جیسے کہا ہے وہاں مقامی حالات کے مطابق ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے جو کافی حد تک مفید ثابت ہوا ہے ویسے وزارت کے اندر یہ تجویز ہے اور فرنٹیئر ریجن کے اندر بھی ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں سوال بہت سیدھا سادہ تھا وہ یہ تھا کہ پولیٹیکل ایجنٹ کو یہ اختیار ہے کہ وہ فرنٹئر کرائمز ریگولیشن کے تحت جوڈیشل پاور ایکسر سائز کرتا ہے۔ فرید اللہ خان صاحب یہ دریافت کر رہے تھے کہ اس کی اپیل کہاں ہوتی ہے۔ جو میں سمجھ سکا ہوں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ کمشنر کو ہوتی ہے۔ اور کمشنر کا فیصلہ آخری ہوتا ہے تو آپ کے سوال کا جواب مل گیا ہے۔

ملک فرید اللہ خان: سر! یہ جو جواب ہے یہ کافی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جو ایف سی آر ہے اس میں پولیٹیکل ایجنٹ کا فیصلہ کمشنر کے پاس نہیں جاتا Review کے لئے ان کے پاس جاتا ہے لیکن کمشنر اس کو set aside نہیں کر سکتا نمبر ۲ جب یہ ایف سی آر بنا، انگریزوں کا وقت تھا، اس وقت پولیٹیکل ایجنٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل ریذیڈنٹ کمشنر کو ہوتی تھی۔ اور پھر ریذیڈنٹ کمشنر کے فیصلے کے خلاف اپیل چیف جوڈیشل کمشنر کو ہوتی تھی۔ اب انہوں نے چیف جوڈیشل کمشنر بھی ختم کر دیا ہے ریذیڈنٹ کمشنر کا عہدہ بھی ختم کر دیا ہے۔ ایف سی آر تو موجود ہے لیکن اس کی شکل تبدیل ہو گئی ہے۔ انتظامی سیٹ اپ تبدیل ہو گیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اب پولیٹیکل ایجنٹ کے پاس ہائی کورٹ کی نہیں سپریم کورٹ کی پاور ہے اس کا فیصلہ چیلنج ہو ہی نہیں سکتا تو وزیر صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ برائے مہربانی اس چیز کا جائزہ لیں کہ اگر ایک پولیٹیکل ایجنٹ غلط فیصلہ کرتا ہے تو اس کے لئے قبائل کس کے پاس جائیں۔ جب کہ appellate اتھارٹی موجود ہی نہیں ہے۔

سید قاسم شاہ: جناب! میں نے قانون کا حوالہ دے کر لمبا جواب دیا تھا میں نے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ میں معزز سینیٹر کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں اور انشاء اللہ اس کا ضرور جائزہ لیا جائے گا۔ کمشنر جو ہے یا پولیٹیکل ایجنٹ جو ہے وہ آخری اتھارٹی ہے اس کے بعد اپیل نہیں کی

جاتی اور اس سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے میں کہتا ہوں کمشنر بھی آخری اتھارٹی نہیں ہے۔ پاکستان کے اندر ہائی کورٹ ہے سپریم کورٹ ہے اور فاٹا کے ایریا کے اندر یہ چیز نہیں ہے۔ میں ان کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔

ملک فرید اللہ خان: اگر وزیر صاحب یہ ایک مہربانی کریں وہ فاٹا کے تمام سینٹرز اور ایم این اے کی ایک میٹنگ رکھیں اور اس کی تاریخ وہ ہمیں بتا دیں تاکہ اس چیز کا جائزہ لیا جائے۔ جناب والا! یہ جو فاٹا ہے یہ وفاقی محتسب کے اختیار میں بھی نہیں ہے۔ فاٹا کو انہوں نے exclude کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: بحیثیت ایک سینٹر کے آپ کو یہ حق پہنچتا ہے اس کی اصلاح کے لئے آپ کوئی قانون تجویز کریں۔ اگر حکومت اس کو قبول نہیں کرتی تو آپ بطور پرائیویٹ ممبر کے قانون لے آئیں تو میرے خیال میں یہ فیصلہ ہو جائے گا۔

Malik Faridullah Khan: Thank you, Sir.

جناب چیئرمین: اگلا سوال، نمبر ۵، حاجی ملک فرید اللہ خان صاحب۔

CONTROL OF FATA

5. ***Malik Faridullah Khan:** Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state:

(a) whether it is a fact that at the Provincial level FATA is under the administrative control of the Provincial Home Department and its affairs are looked after by a Deputy Secretary;

(b) whether it would not be desirable to appoint a whole times Secretary in the said Department who would be better able to handle the large number of important administrative matters of FATA; and

(c) if answer to (b) above be in the affirmative, the time by which implementation of the decision may be expected?

Syed Qasim Shah: (a) The correct position is that the Federal Government in the States and Frontier Regions exercises administrative, financial and policy control on the administration of Federally Administered Tribal Areas through the Governor NWFP who acts as Agent to the President for these areas. The following arrangements exist for the administration of these areas:

(i) The Governor NWFP has been appointed as Agent to the President in the FATA and he exercises immediate executive authority in these areas.

[Syed Qasim Shah]

(ii) The Chief Secretary Government of NWFP has been appointed as head of the LOCAL ADMINISTRATION for FATA. Similarly each Secretary of the Provincial Government acts as Secretary to the LOCAL ADMINISTRATION in respect of FATA.

(iii) The service of all the Provincial Government Department are being utilized to meet the needs of FATA within their respective spheres of jurisdictions. Adequate staff has been provided to these departments for this purpose.

(iv) As regards the Home Department, the Home Secretary NWFP exercises administrative and policy control in Tribal Areas. For this a Deputy Secretary with 2 Section Officers and 14 members of other establishment has been provided to assist him in dealing with administrative affair of FATA exclusively.

(b & c) The existing arrangements made for the administration of FATA have been found to be satisfactory, therefore the appointment of a whole time Secretary, is not considered necessary at present.

جناب چیئرمین: شکریہ، ضمنی سوال۔

ملک فرید اللہ خان ضمنی سوال، سر، جزو ۳ میں انہوں نے کہا ہے کہ دوسرے محکمہ جات بھی فاٹا کی نگرانی کرتے ہیں۔ ان میں بھی فاٹا کے لئے عملہ موجود ہے۔ سوائے ہوم ڈیپارٹمنٹ کے کسی دوسرے صوبائی ڈیپارٹمنٹ میں فاٹا کا کوئی نمائندہ موجود نہیں ہے کیا وزیر صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرا جو سوال تھا اس میں میں نے یہ گزارش کی تھی، صوبہ سرحد کا جو ہوم سیکرٹری ہے وہ صوبہ سرحد کے امن وامان کا ذمہ دار بھی ہے۔ اس کے پاس جیل خانہ جات بھی ہیں اور ایک اضافی فرض کے طور پر قبائلی علاقہ بھی اس کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔ اس کے نیچے ایک ہی ڈپٹی سیکرٹری ہے قبائلی علاقہ جو کہ صوبہ سرحد کا تقریباً آدھا حصہ ہے اور اس کی آبادی تقریباً ۳۰ لاکھ کے قریب ہے۔ ایک ڈپٹی سیکرٹری کیسے قبائلی علاقہ جات کے لئے ایجوکیشن، ہیلتھ، خاصہ دار، لاء اینڈ آرڈر ان تمام چیزوں کی نگرانی کرتا ہے۔ تو سر یہ جواب کافی نہیں ہے کہ آج کل جو انتظامات ہیں یہ تسلی بخش پائے گئے ہیں۔ تسلی بخش بالکل نہیں ہیں وزیر صاحب سے ہم نے یہ گزارش کی تھی قبائلی علاقہ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے علیحدہ کر کے اس کا ایک علیحدہ ریذیڈنٹ کمشنر مقرر کیا جائے۔ یا پولیٹیکل سیکرٹری مقرر کیا جائے۔ تو قاسم شاہ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کے جوابات پڑھنا کافی نہیں

ہے۔ SAFRON کے پاس کوئی اختیارات ہے ہی نہیں، صوبائی گورنر جو ہے وہ تو اتنی بڑی شخصیت ہے کہ اس کے پاس رسائی ہی نہیں ہو سکتی، تو اس لئے یہ گزارش ہے کہ آیا حکومت یہ تجویز کرتی ہے کہ ایک علیحدہ سیکرٹری ان کے لئے مقرر کیا جائے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اس کا جواب دیا جاچکا ہے انتظامی امور کی ذمہ داری حکومت کی ہے اور اگر میاں اور بیوی دونوں راضی ہیں تو اس میں قاضی اور کچھ نہیں کر سکتا

ملک فرید اللہ خان: سر! میاں بیوی کیسے راضی ہیں۔

جناب چیئرمین: جہاں تک ریذیڈنٹ کی appointment کا تعلق ہے وہ سوالات کے ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ آپ اس کے لئے کوئی ریزولیوشن لائیں آپ اس کے لئے کوئی اور تحریک Move کریں۔ سوالات کے ذریعہ آپ نے اس کا اشارہ کر دیا ہے اور قاسم شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ ان سب معاملات پر غور کریں گے۔

سید قاسم شاہ: بلکہ ریذیڈنٹ کمشنر مقرر کرنے کی ایک تجویز صوبائی حکومت کے زیر غور ہے ہماری اس سلسلے میں بات ہو رہی ہے۔ تجویز زیر غور ہے۔ انشاء اللہ ضرور اس پر ایکشن لیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! اگرچہ ضمنی سوال ذرا سا ہٹ کر ہے کیا جناب وزیر صاحب بتائیں گے کہ کیا حکومت بالغ رائے دہی کی بنیاد پر فاٹا میں بھی آئندہ الیکشن کرانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اس سوال کا - - - - (مداخلت)

مولانا کوثر نیازی: جناب اس لئے کہ ساری خرابیوں کی جڑ جو ہے وہ یہی ہے۔

جناب چیئرمین: اس کے لئے فریش نوٹس دے دیں۔

مولانا کوثر نیازی: نہیں وہ اگر فرمائیں تو پھر میں - - - - (مداخلت)

سید قاسم شاہ: سر اس میں مولانا کوثر نیازی صاحب کو میں بتاؤں گا کہ چونکہ قومی اسمبلی اور سینٹ میں بھی ممبران موجود ہیں۔ اور جو لوگ یہاں اس وقت آئے ہیں اگر یہ کہہ دیں تو بالکل میں سمجھتا ہوں کہ حکومت فوری طور پر تیار ہو گی کہ وہاں الیکشن کرائے جائیں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ اگلا سوال۔

PAPER AND BOARD MILLS IN F.R. BANNU

6. ***Malik Faridullah Khan:** Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the FATA Development Corporation undertook a survey for the installation of a Paper and Board Mill in F.R. Bannu;

(b) whether it is also a fact that the feasibility report of the said Mill was completed;

(c) if so, the reasons for not implementing the scheme; and

(d) whether the Government has any proposal under consideration to implement the scheme ?

Syed Qasim Shah: (a), (b), (c) and (d) The FATADC had planned to set up a Card Board Project in F. R. Bannu at a total cost of Rs. 65.320 million. The survey and also the PC-I were submitted to ECNEC for their approval on 31st April 1983. ECNEC did not approve the project in the public sector but gave its clearance in principle, for establishing such industry as a joint venture with sizeable share of the investment coming from the private sector. The ECNEC also proposed that the project so prepared should be placed before the appropriate forum for clearance. The Corporation has since then been making efforts to find a private enterprise for entering into joint venture with them but so far no party has come forward with suitable offer.

ملک فرید اللہ خان: سپلیمنٹری سر! کیا وزیر صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ ECNEC نے منظوری کیوں نہیں دی؟

سید قاسم شاہ: اس بارے میں مجھے فریش نوٹس چاہیے

جناب چیئرمین: فریش نوٹس جناب پیر عباس شاہ صاحب

سید عباس شاہ: کیا وزیر صاحب فرمائیں گے کہ فاٹا میں کتنے کارخانے ہیں۔ اور کتنے کام کر رہے ہیں یعنی چل رہے ہیں؟

سید قاسم شاہ : میرے خیال میں دس کارخانے ہیں۔ تین چل رہے ہیں اور باقی سات بند ہیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : بند ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟

سید قاسم شاہ: اس کی مختلف وجوہات ہیں چونکہ لمبا سوال ہے اس لئے مجھے فریش نوٹس چاہیئے۔

ملک گلاب خان محسود: یہ کریں کہ لوکل لوگ خرید لیں۔

سید قاسم شاہ : بالکل۔ میں آپ کو اس معزز ایوان کے اندر یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ اس کو سٹڈی کریں ہم دینے کے لئے تیار ہیں اگر سینٹرز حضرات بھی خریدنا چاہیں تو بے شک - - - - (مداخلت)

ملک گلاب خان محسود : ہم نے کئی بار try کیا ہے لیکن ہمیں نہیں ملا ہے۔

سید قاسم شاہ: آپ میرے پاس آئیں۔

جناب چیئرمین : جواب مل گیا ہے اچھا وقفہ سوالات تو ختم نہیں ہوا ہے لیکن سوالات ختم ہو گئے ہیں تو دوسرا کام شروع کریں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : میں تاخیر سے آیا ہوں۔ اس تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ میں گورنمنٹ ہاسٹل سے یہاں پیدل آیا ہوں۔ اس لئے تو - - - (مداخلت)

جناب چیئرمین : وہ سوال پوچھے گئے ہیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: نہیں میرا ایک ضمنی سوال ہے وہ بہت اہم ہے بہت سارے سوالات تھے لیکن خوش قسمتی سے وزیر صاحب بچ گئے۔ لیکن یہ سوال کہ سیکشن افسروں کی کمی جلد ہی پوری ہو جائے گی۔ یہ سوال نمبر ۲۔

جناب چیئرمین : یہ سوال postpone کیا گیا ہے یہ دوسری دفعہ آئے گا۔ اس کا جواب ابھی نہیں آیا۔ وزیر متعلقہ کراچی میں تھے اس وقت پھر آپ ضمنی سوال پوچھیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: اچھا جی۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین: Leave applications جناب غلام فاروق صاحب نے اپنی علالت کی بناء پر ایوان سے ۲۳ تا ۲۸ جنوری ۱۹۸۶ رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب عبدالمجید قاضی صاحب نے اپنی نجی مصروفیات کی بناء پر ایوان سے ۲۲ سے ۲۵ جنوری ۱۹۸۶ تک کی رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ رخصت منظور فرمائیں گے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پریولج موشنز، پریولج موشنز نمبر ا جاوید جبار صاحب کے نام پر ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ نمبر ۲ جناب ملک فرید اللہ خان صاحب

PRIVILEGE MOTION *RE:* FAILURE OF THE GOVT. TO APPROVE WELFARE SCHEMES GIVEN BY SENATORS FROM FATA.

ملک فرید اللہ خان: جناب وزیر اعظم پاکستان نے ایک خط کے ذریعے تمام ممبران سینٹ وقومی اسمبلی کو مطلع کیا کہ ۵۰ لاکھ روپے مالیت کی سکیمیں ہر ممبر سینٹ وقومی اسمبلی اپنے حلقے میں سے پلاننگ ڈویژن اسلام آباد کو بھیجیں۔ تاکہ جلد ہی ان سکیموں پر عمل درآمد ہو سکے۔ ہم نے بھیجے گئے فارم حسب ضابطہ پلاننگ ڈویژن کو مقررہ تاریخ سے پہلے بھجوائے اب جب کہ ان سکیموں کی منظوری دی جارہی ہے اور کچھ ممبران کو خطوط بھی لکھے گئے ہیں لیکن جب ہم نے پلاننگ ڈویژن سے رابطہ قائم کیا تو ہمیں بتایا گیا کہ فاٹا کے ممبران کی سکیموں کو فی الحال ایک مخصوص پالیسی کے تحت روک دیا گیا ہے اور اس ضمن میں ابھی تک پالیسی واضح نہیں کی گئی مزید برآں ان سکیموں میں ردوبدل بھی ہو سکتا ہے جب کہ دوسری طرف ہم نے اپنے سکیموں کے متعلق اپنے حلقے کے لوگوں کو بھی مطلع کر دیا ہے۔ لہٰذا میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس

فیصلے سے معزز ایوان کا استحقاق بالعموم اور فاٹا سے تعلق رکھنے والے اراکین کا بالخصوص مجروح ہوا ہے۔ ایوان تحریک ہذا پر غور کرے

جناب چیئرمین: عرض یہ ہے کہ وزیر متعلقہ کو صدر صاحب نے ایک ضروری کام کے لئے کراچی طلب کیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو اس کو اس دن کے لئے رکھ لیتے ہیں۔ جب وزیر موصوف ہاؤس میں موجود ہوں۔

ملک فرید اللہ خان: بجا ہے سر!

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ایڈ جرنمنٹ موشن پہلی مولانا کوثر نیازی صاحب کے نام یہ تھی لیکن غالباً چونکہ واقعات کچھ ایسے تبدیل ہو گئے ہیں لہٰذا انہوں نے ازراہ کرم withdraw کر لیا ہے۔ تو دوسری ہم عبدالرحیم میرداد خیل صاحب کی لے لیتے ہیں۔

مولانا کوثر نیازی: دوسری بھی میری ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں دوسری میرداد خیل صاحب کی ہے۔

مولانا کوثر نیازی: جناب میرے پاس جو آپ کی طرف سے سرکولیٹ ہوا ہے اس پر نمبر ۲ پڑا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں وہ الگ نمبرز ہیں۔ جس ترتیب سے ان کو لیا جارہا ہے اس میں وہ جناب عبدالرحیم میرداد خیل کی ہے اس کے بعد پھر مولانا سمیع الحق کی ہے اس کے بعد پھر چوتھی آپ کی ہے اس طریقے سے ترتیب دی گئی ہے۔ جناب میرداد خیل صاحب

ADJ. MOTION *RE:* SHIFTING OF LIQUID GAS PLANT FROM QUETTA TO SIND.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ۶ نومبر ۱۹۸۵ کو یہ خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی ہے کہ کوئٹہ کے مائع گیس پلانٹ کو سندھ منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے بلوچستان کے عوامی حلقوں نے پلانٹ کی منتقلی پر شدید رد عمل کا اظہار کیا ہے۔ اور اس سلسلے میں ایسے لوگ ایک بہت بڑی سہولت سے محروم ہو جائیں گے تو انہوں نے گورنر بلوچستان اور - - - - - (مداخلت)

جناب چیئرمین: یہ میرے خیال پر آپ غلط پڑھ رہے ہیں آپ کی دوسری موشن ڈاک خانہ جات کے متعلق ہے اس کا تیسرا نمبر ہے اور ہمارے پاس دوسرے نمبر پہ درج ہے۔ لہٰذا وہی جو آپ کے پاس ڈاک خانہ جات کے متعلق ہے وہ پڑھیں۔

ADJ. MOTION *RE:* VARIOUS DISEASES FOUND IN POSTMEN OF LAHORE REGION.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ لاہور شہر کے محکمہ ڈاک کے چھ سو پوسٹ مینوں میں سے چھپن فی صد تپ دق اور بقیہ ذیابیطس اور امراض قلب میں مبتلا ہیں۔ یہ بات لاہور جنرل پوسٹ آفس کے میڈیکل آفیسر ڈاکٹر کیپٹن تصدق احمد نے یہاں بتائی۔ انہوں نے بتایا کہ پوسٹ مینوں میں یہ بیماریاں رہائشی حالات اور ناکافی غذا کے سبب پائی جاتی ہیں۔ اس اقدام سے محکمہ ڈاک و تار کے ملازمین میں عدم تحفظ صحت اور ناکافی سہولت کا فقدان ہونے کی وجہ سے بے چینی پیدا ہوئی ہے۔ ایوان اس اہم مسئلہ پر غور فرمائے۔

جناب چیئرمین: پاکستان ایک بہت بڑا عظیم ملک ہے۔ اور یہ ملک اسی لئے حاصل کیا گیا تھا۔ - - - - - (مداخلت)

POINT OF ORDER

مولانا کوثر نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی فرمائے۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! آپ نے پچھلے اجلاس میں یہ طے فرمایا تھا کہ پہلے اسے اپوز کیا جائے گا یا اس کے حق میں متعلقہ وزیر صاحب کی رائے معلوم کی جائے گی۔ اور اس کے بعد پھر دلائل پیش کئے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر صحیح ہے۔ آیا گورنمنٹ کی طرف سے کوئی اس کو اپوز کرتا ہے یا نہیں؟

جناب اقبال احمد خان: (وزیر انصاف و پارلیمانی امور): جناب والا! یہ رول اے کلاز (سی) کے تحت ایڈمسبل نہیں ہے اس لئے میں اس کو اپوز کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ اس کی کچھ وجوہات بیان کریں گے۔

جناب اقبال احمد خان: جناب یہ recent occurrence نہیں ہے یہ پرانا واقعہ چلا آرہا ہے یہ محکمے کی پالیسی ہے جس پر یہ بحث کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب میرداد خیل صاحب آپ فرمائیے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب عالی قانونی نقطہ نگاہ سے تو الگ بات ہے لیکن شرعی نقطہ نگاہ سے میں اس پر دلائل دینے کے لئے تیار ہوں اگر آپ وقت دیں۔ لیکن سرسری بات یہ ہے پاکستان کی سرزمین اسلام کے نام پر حاصل کی گئی تھی۔ یہ ملک اس لئے حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں غریبوں، مسکینوں اور ملازمین کو ہر قسم کے لوگوں کو تحفظ ملے گا۔ اور حکومت اس مد میں کروڑوں روپے خرچ کر رہی ہے۔ اور کروڑوں روپے خرچ کرنے کے باوجود بھی ملازمت کا تحفظ حاصل نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: قطع کلامی معاف، اس سٹیج پر ہم صرف ایڈ مسبلٹی کی بات کرتے ہیں تحریک التواء جس بناء پر ایڈمسبل ہوتی ہے اور اس پر بحث کی جاتی ہے اس کے لئے تین چار قواعد ہیں اس کے متعلق آپ کہیں کہ یہ ایک خصوصی واقعہ ہے recent occurrence ہے، اور ارجنٹ ہے پبلک امپارٹنس کا معاملہ ہے ان بناء پر اس کو ایڈمٹ کیا جاسکتا ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جو کچھ آپ نے فرمایا ہے وہ تمام اس میں ہے آپ نے جتنی باتیں کہیں ہیں اگر ہم ان پر عمل کریں تو یہ ہماری خوش قسمتی ہوگی۔

جناب چیئرمین پہلے ایڈمبلسٹی کا فیصلہ ہو جائے اس کے بعد پھر بات کریں گے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میرے خیال میں یہ تو ہونا چاہئے۔ شرعی نقطہ نگاہ سے میں بھی دلیل دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب چیئرمین: شرعی نقطہ نگاہ سے تب بات کریں گے جب قاضی عبداللطیف صاحب اور مولانا سمیع الحق صاحب کا بل آپ پاس کرا دیں گے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب یہاں صرف یہ دو مسلمان ہی نہیں ہیں یہاں ہر ایک مسلمان ہے یہ کوئی اسلام لمیٹڈ کمپنی نہیں ہے۔ یہ درخشاں اصول ہیں اور یہ ہر ایک پر واضح ہیں۔

جناب چیئرمین: فی الحال قانون کے مطابق کارروائی جاری ہے۔

میر نبی بخش زہری: جناب عزت مآب میں ایک لفظ عرض کروں۔ ہمارے معزز ممبر نے فرمایا کہ یہ ملک مزدوروں کے لئے، غریبوں کے لئے بنا۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ مگر یہ بات نہیں ہے۔ یہ اسلام کا ایک قلعہ اور زمین ہے۔ اس میں امیر اور غریب سب شامل ہیں۔ اسلام

میں یہ تخصیص نہیں ہے۔ یہ ہم سب مسلمانوں کے لئے بنا ہے۔ ایک پرانے مسلم لیگی کی حیثیت سے میں چاہتا ہوں۔ - - - - - - (مداخلت)

جناب چیئرمین: اس کا اس موشن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جناب وزیر صاحب آپ کچھ فرمائیں گے۔ پرنس محی الدین صاحب۔

پرنس محی الدین بلوچ: (وزیر مواصلات) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جناب چیئرمین! یہ تحریک التوا جو معزز اراکین نے پیش کی ہے۔ میرے بھائی وزیر انصاف نے اس کو ٹیکنیکل گراؤنڈ پر اپوز کیا ہے۔ میں کچھ اعداد و شمار آپ کو بتاؤں گا جس کی روشنی میں شاید - - - - (مداخلت)

جناب چیئرمین: اس وقت ایڈ مسبلٹی کی بات ہے۔ substance ڈسکس نہیں کر سکتے۔

پرنس محی الدین بلوچ: ہم نے اس کو ٹیکنیکل گراؤنڈ پر oppose کیا ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ یہ جنرل بات کی گئی ہے۔ یہاں بتایا گیا ہے کہ اس کی وجہ ناکافی غذا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہاں بتاؤں گا کہ ہم کتنی سہولت فراہم کرتے ہیں۔ اور ہم اتنے ماہوار پیسے دیتے ہیں جو کوئی اور محکمہ نہیں دیتا۔ میں صفائی یہ پیش کروں گا کہ ہم بہت اچھی طبّی سہولتیں مہیا کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: طبّی سہولتوں کے متعلق آپ فرمادیں۔

پرنس محی الدین بلوچ: جناب انہوں نے لاہور ریجن کے حوالے سے بات کی ہے۔ اس کے متعلق میں آپ کو یہ بتاؤں کہ وہاں ہماری ڈسپنسری قائم ہے اور یہ نوٹ کرنے والی بات ہے کہ جو دوا، خواہ وہ کتنی بھی مہنگی ہو اگر اس کی ضرورت ہوتی ہے تو ہم اس کے لئے پیسے مہیا کرتے ہیں اپنے سٹاف کو دوا مہیا کرتے ہیں۔ اس کے اعداد و شمار میں آپ کو بتاتا ہوں۔ صرف لاہور ریجن میں سالانہ تیس لاکھ روپے ہم صرف دوائیوں پر خرچ کرتے ہیں۔ اور اگر وزارت صحت تصدیق کرے تو ضرورت کے وقت ہم علاج کے لئے باہر بھی بھیجتے ہیں۔ اس کے لئے رقم ہمارا محکمہ خود ادا کرتا ہے۔ یہ تھا ایک پہلو۔ اسی سوال کے دوسرے پہلو میں انہوں نے رہائش کے متعلق فرمایا۔ وہاں پر ہمارا جتنا بھی سٹاف ہے ہم نے ان کو فلیٹس یا کوارٹرز مہیا کر رکھے ہیں یا ہم وہ کرایہ ان کو دیتے ہیں جس کی اجازت ہمیں حکومت دیتی ہے۔ تو جہاں تک علاج معالجے یا رہائش کا سوال ہے میں آپ کی وساطت سے معزز رکن کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس میں لاہور کے محکمے نے کوئی کوتاہی نہیں کی ہے اور میں مزید یقین دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے دیگر شہروں

میں بھی ہم اسی طرح کی سہولتیں مہیا کرتے ہیں باقی آپ تو جانتے ہیں جناب کہ بیماریاں ہوتی ہیں۔ لیکن میں آپ کو یہ بتا چکا ہوں کہ ہماری طرف سے کسی سہولت کے فقدان کی وجہ سے انہیں بیماری نہیں لگی۔

جناب چیئرمین: جناب میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب محترم۔ گونگے کی زبان گو نگاہی جانتا ہے۔ اور جنرل پوسٹ آفس کے میڈیکل افسر بھی ہیں۔ ڈاکٹر بھی ہیں اور یہ سارے لوازمات اسی محکمے کے ہیں۔ ہم ڈاکٹر نہیں ہیں لیکن ڈاکٹر کی زبان پر عمل کرتے ہوئے اس کے نسخے پر عمل کرتے ہوئے ہم دوا کھا رہے ہیں۔ یہ تو آپ اس ڈاکٹر سے پوچھئے کہ انہیں کیا سہولتیں مل رہی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ تمام محنت کشوں کے ساتھ ویسے بھی یہ زیادتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ محکمہ جو پاکستان کا بہت اہم محکمہ ہے اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔ یہ تو صرف لاہور کی بات ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پشاور کوئٹہ اور سندھ اور دوسری جگہوں پر بھی یہ واقعات ہوئے ہوں اس پر پوری یقین دہانی کرائی جائے اور اس کی تاریخ مقرر کی جائے کہ اس پر ہم کچھ غور کریں گے۔

جناب چیئرمین: آپ کوئی یقین دہانی کرانا چاہیں گے؟

پرنس محی الدین بلوچ: جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک میڈیکل آفیسر نے ایک بیان دیا ہے۔ جس کی وہاں کے جنرل منیجر نے فوراً تردید کی ہے۔ جب کوئی ایسا معاملہ اخبار میں آتا ہے تو یونین کے لیڈر ضرور شور شرابا کرتے ہیں۔ میرداد خیل صاحب' بڑے active ممبر ہیں۔ جنرل منیجر کے بیان کے بعد' میری اطلاع کے مطابق یونین کے ممبرز اور سٹاف مطمئن ہیں۔

جناب چیئرمین: تو یہ اطلاع صحیح نہیں ہے جو اخبار میں آئی ہے۔

پرنس محی الدین بلوچ: یہ صحیح نہیں ہے۔ لیکن میں اتنا ضرور عرض کر دوں کہ ہمارے اعداد و شمار کے مطابق ۴۰۸ ایسے ملازم ہیں جن کو ذیابیطس ہے اور سات ایسے ہیں جو امراض قلب میں مبتلا ہیں۔ یہ اعداد و شمار ہمارے پاس ہیں۔ لاہور ریجن میں ٹوٹل ملازمین ہمارے پاس کوئی چھ ہزار کے قریب ہیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب انہوں نے اعتراف کر لیا ہے۔

جناب چیئرمین : آپ تشریف رکھیں۔ جہاں تک موشن کی ایڈمسبلٹی کا تعلق ہے اس میں دو تین چیزیں ہیں اس وقت ۵۶ فی صد ملازمین تپ دق، ذیابیطس اور امراض قلب میں مبتلا ہیں۔ یہ suddenly نہیں ہو سکتے یہ ایک recurring phenomena ہے جو کہ چلا آ رہا ہے۔ ذیابیطس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ موروثی ہوتی ہے یعنی یہ مرض suddenly ہو ہی نہیں سکتا۔ تو جو admissibility کی definition ہے کہ وہ ایک urgent واقعہ ہو۔ suddenly ہو اور اس میں یہ چیزیں نہیں ہیں۔ اس لئے یہ موشن out of order ہے۔ باقی ان کی جو شکایات ہیں، جو تکالیف ہیں وہ اپنی جگہ پر بجا ہیں۔ آپ نے اچھا کیا ہے کہ حکومت کے نوٹس میں لے آئے ہیں۔ وزیر صاحب انشا اللہ اس پر غور کریں گے۔

جناب عبدالرحیم میر داد خیل: وہ وعدہ بھی اچھی طرح کرتے ہیں اور پھر اس کا - - - - - - - (مداخلت)

Mr. Chairman: The Motion is ruled out of order, next.

مولانا سمیع الحق: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کا حالیہ اجلاس ملتوی کر کے قومی اور ملکی نوعیت کے حالیہ واقعات کو زیر غور لایا جائے۔ پاکستان اور بھارت میں ہونے والے تجارتی مذاکرات، نتیجتاً تجارتی معاہدے کے سلسلے میں - - - - - - - (مداخلت)

جناب چیئرمین: یہ آپ اور کوئی پڑھ رہے ہیں۔

مولانا سمیع الحق: میرے سامنے یہی ہے۔ اب جو پڑھنی ہے یہ کون سی ہے۔

جناب چیئرمین: اس کا نمبر ۱۹ ہے اور ۱۲ جنوری کو آپ نے دی ہوئی ہے۔ قادیانیوں والی۔

مولانا سمیع الحق: جی ٹھیک ہے، مجھے اس کی کاپی چاہیئے۔

ADJ. MOTION RE: AZANS BY QADIANIS ON THE LIFTING OF MARTIAL LAW.

مولانا سمیع الحق: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کا حالیہ اجلاس قومی اور فوری نوعیت کے حسب ذیل مسئلے پر غور کرنے کے لئے ملتوی کیا جائے۔ ۳۱ دسمبر کے نوائے وقت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ۳۰ دسمبر کو جب مارشل لاء اٹھانے کا اعلان کیا گیا تو اس کے فوراً بعد قادیانیوں نے نماز ظہر کے لئے لاؤڈ سپیکر پر اذانیں دینی شروع کیں اور قادیانی امتناعی آرڈیننس

مجریہ ۱۹۸۶ کی رو سے تمام ممنوعہ امور علی الاعلان کرنے شروع کر دیئے گئے اور یہ کہا کہ مارشل لاء اٹھنے کے بعد کوئی ایسا قانون نہیں رہا جو ہمیں روک سکے۔ جناب چیئرمین! اس طرح پورے ملک کے مسلمانوں کی دل آزاری سے تشویش پھیل گئی ہے اور دیگر ذرائع سے بھی ملک بھر سے اسی طرح کی خبریں آرہی ہیں۔ ازارہ کرم اس مسئلے پر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is the Motion being opposed?

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین! ہمارے وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ میں اس موشن کے بارے میں کل صبح ایک تفصیلی بیان دوں گا۔

جناب چیئرمین: کب کہا تھا، یہ میرے سامنے تو نہیں کہا تھا۔

مولانا سمیع الحق: جناب مجھ سے انہوں نے کہا تھا اور میں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے کہ اگر آپ ایک تفصیلی بیان جاری فرماتے ہیں اور اس کے متعلقہ جو قوانین ہیں ان کی وضاحت کرتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: جب آپ نے یہ موشن ہاؤس میں پیش کر دی ہے۔ تو یہ اب ہاؤس کی پراپرٹی ہو گئی ہے۔ اب وزیر صاحب نے ہاؤس کو یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ اب اس پر کیا کارروائی کر رہے ہیں۔

مولانا سمیع الحق: میرے خیال میں وہ خود ارشاد فرمائیں گے۔

جناب چیئرمین: اقبال احمد خان صاحب۔

جناب اقبال احمد خان: گزارش یہ ہے کہ معزز سینیٹر نے جو کچھ ارشاد کیا ہے اس میں انہوں نے ہمارے درمیان جو فیصلہ ہوا تھا اس کی تھوڑی سی خلاف ورزی کی ہے۔ میں نے انہیں کہا تھا کہ آج اسے ہاؤس میں پیش نہ کریں۔ اور ان کا ارشاد تھا کہ اس سے متعلقہ تمام قوانین کی فہرست میں ہاؤس میں پیش کروں۔ جو کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے متعلق اس وقت نافذ العمل ہیں۔ اس سلسلے میں، میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ آپ آج اسے ہاؤس میں پیش نہ کریں اور کل میں، اگر جناب چیئرمین نے اجازت دی تو متعلقہ قوانین کی فہرست ایوان میں پیش کر دوں گا۔ اب میری بات پر تو انہوں نے عمل کیا نہیں۔ اب مسئلہ انہوں نے ایوان کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اور اب یہ مسئلہ ہاؤس کی پراپرٹی بن گیا ہے۔

مولانا سمیع الحق: یہ تو جناب چیئرمین صاحب کا حکم تھا کہ آپ کی موشن کا یہ نمبر ہے اسے پیش کروں۔

جناب اقبال احمد خان: اب جناب والا! اگر میں اس کو اپوز نہ کروں تو میرے لئے یہ

مسئلہ ہے اور اگر اپوز کروں تو میرے دوست ناراض ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اگر جناب آپ اجازت دیں کہ میں کل متعلقہ قوانین ہاؤس میں پیش کروں تو اسے کل تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔ ویسے ٹیکنیکلی یہ موشن آؤٹ آف آرڈر ہے۔

مولانا سمیع الحق: جناب اگر وزیر صاحب، کل صبح متعلقہ قوانین پیش کر دیتے ہیں تو ہمیں بڑی خوشی ہو گی۔ اس بات کی ان کو اجازت دے دیں۔ ہم بھی اس کی سفارش کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: لیکن قانون کے تحت اب اس کی Admissibility کا سوال ہے کہ یہ admissible ہے یا نہیں ہے اس وقت اس کے بارے میں صرف اتنی عرض ہے۔

مولانا سمیع الحق: اس مسئلہ کو بھی کل صبح ہی لے لیں گے۔

جناب چیئرمین: اس مسئلہ کو بھی صبح لے لیں۔ اگر وزیر صاحب مانتے ہیں تو صبح پر رکھ لیتے ہیں۔

جناب حسین بخش بنگلزئی: جناب چیئرمین! اس کا فیصلہ تو اس ہاؤس کے فلور پر ہونا چاہئے کہ technically admissible ہے یا نہیں ہے۔ قوانین کی وضاحت کے بارے میں فیصلہ تو ان دونوں کے درمیان ہے۔ ہاؤس کی اطلاع کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جناب چیئرمین: گورنمنٹ کی طرف سے اگر ہاؤس کو منظور ہے کہ اسے کل صبح تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب حسین بخش بنگلزئی: اسے آج ہی نپٹائیں - - - (مداخلت)

Mr. Chairman: Sense of the House appears to be that it should be disposed of today.

مولانا سمیع الحق: حضرت۔ میری رائے یہ ہے کہ اگر آج وزیر صاحب ارشاد فرمائیں گے تو یہ زبانی اظہار خیال فرمائیں گے اور اگر کل ارشاد فرمائیں گے تو متعلقہ قوانین کے اقتباسات کا حوالہ دے کر ارشاد فرمائیں گے تو اس سے پورے ملک کے مسلمانوں کے اطمینان کی اچھی صورت بن جائے گی۔

جناب چیئرمین: یہ قوانین سب کو یاد ہیں۔ اس میں کوئی دقت نہیں ہو گی۔ جناب اقبال احمد صاحب۔

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! اس موشن میں جہاں تک اظہار کئے گئے خدشات کا تعلق ہے ملک کے اندر وہ تمام کے تمام قوانین موجود ہیں جن کے ذریعے سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔ اگر ان قوانین کی کوئی خلاف ورزی کرے گا تو قانون کے مطابق اس کو سزا بھی دی جائے گی۔ یہ خدشات ان کے بے بنیاد ہیں۔ کوئی خاص واقعہ انہوں نے بیان نہیں کیا ہے۔ ایک جنرل سٹیٹمنٹ دی ہے۔ اور یہ recent occurrence بھی نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ technically یہ موشن out of order ہے۔ علاوہ ازیں میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم سب مسلمان ہیں جناب والا! کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہو گا جس سے یہ شک پڑے کہ شاید مارشل لاء نے ان قوانین کو منسوخ کر دیا ہے جو کہ قادیانیوں کے متعلق ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا سمیع الحق صاحب۔

مولانا سمیع الحق: میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک خاص واقعہ ہے، اخبار میں آیا ہے اور عملاً اس کا آغاز انہوں نے پنڈی سے کر دیا ہے۔ میں آپ کے ارشادات کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ لیکن اگر آپ چند قوانین کی نشاندہی فرمائیں جو منسوخ ہونے سے رہ گئے ہیں اور کس بنیاد پر وہ امتناعی آرڈیننس باقی ہے۔ وضاحت اس طرح ہو جائے گی۔ اور یہ بات لوگوں کے لئے بھی اطمینان کا باعث ہو گی۔ اب اگر آپ اس طرح ایک مجمل بیان دے دیں گے تو ان کے لئے یہ مزید تقویت کا باعث ہو گا کہ حکومت کے پاس کوئی میٹریل نہیں تھا۔ اس لئے اگر کوئی حرج نہ ہو تو اسے صبح تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔ یہ بڑا نازک، قومی اور ملی جذبات کا مسئلہ ہے۔ اگر ایسے قوانین ہیں جو منسوخ ہونے سے بچ گئے ہیں تو ان کی نشاندہی کر دیں تو اس سے پورے ملک میں اطمینان ہو جائے گا۔ ورنہ ایک عام آدمی اس پر writ کر سکے گا۔ کورٹ میں جا سکے گا۔

جناب چیئرمین: یہی اصل پوائنٹ ہے اور یہی اصل نقطہ ہے۔ جہاں تک قوانین کا تعلق ہے، میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آرڈیننس ۱۹۸۴، جس کا حوالہ آپ نے دیا ہے اس کی رو سے پاکستان پینل کوڈ میں ترامیم ہوئیں اور وہ ترامیم اپنی جگہ پر آج بھی موجود ہیں اور اگر انہوں نے اس کی کوئی خلاف ورزی کی ہے تو اس کا علاج عدالتوں کے پاس ہے۔ سینٹ کے پاس اس کا علاج نہیں ہے۔ جو قوانین انہوں نے ترمیم کئے ہیں ان کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان پینل کوڈ میں۔ ۲۹۸ (بی) ایک دفعہ add کی ہے اور ایک شق سی add

کی ہے۔ ان دونوں کے نیچے آپ جو کارروائیاں فرماتے ہیں کہ وہ کرتے رہے ہیں' وہ قانون کے خلاف ہیں۔ اور اس کا علاج یہاں پر ایڈجرنمنٹ موشن کے ذریعہ نہیں ہے۔ کسی صاحب کو complaint کسی مجسٹریٹ صاحب کے پاس کرنی ہے اور پھر وہاں پر اس کی عدالت میں شنوائی ہوگی

مولانا سمیع الحق: جناب والا! اس میں صرف اتنی وضاحت مطلوب ہے کہ جو آٹھواں ترمیمی بل ہم نے پاس کیا ہے۔ اس میں تحفظات اور مستثنیات کی جو فہرست ہے اس میں بظاہر اس کو نہیں رکھا گیا ہے اس لئے یہ الجھن پیدا ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: یہی میں عرض کر رہا تھا کہ جہاں تک ان ترامیم کا تعلق ہے اس آرڈیننس کے ذریعے' جو کہ پریزیڈنٹ کو سی پی او کے تحت اختیار تھا۔ اس کے نیچے یہ permanent آرڈیننس ہے اور ایک permanent statute کے طور پر ہے۔ جب تک سینٹ اور اسمبلی' دونوں مل کر اس میں ترمیم نہیں کرتے یہ قانون موجود رہے گا اس لئے یہ قانون ابھی تک موجود ہے۔ اور اس کو پورا پورا تحفظ حاصل ہے جب تک کہ اسے بدلا نہیں جاتا۔ اس لئے اس کا علاج یہ ہے کہ ایک complaint کے تحت عدالت میں جایا جائے۔ سینٹ میں یہ ایڈجرنمنٹ کا subject نہیں بن سکتا۔ شکریہ۔

مولانا سمیع الحق: جناب والا! سینٹ کا تعلق آئینی امور سے ہے تو اسی آئین - - - - - (مداخلت)

جناب اقبال احمد خان: جناب اگر آپ کی اجازت ہو تو میں یہ عرض کر دوں کہ جن آرڈیننسوں کا یہ ذکر فرما رہے ہیں ان کو تحفظ مل چکا ہے۔ یہ ۲۷۰ (اے) آئین کی جو دفعہ ہے۔ اس کے اندر ان تمام آرڈیننسوں کو آئینی تحفظ مل چکا ہے۔ جو اس سے پہلے نافذ کئے گئے تھے اور ان میں قادیانیوں کے خلاف' یہ جو ابھی آپ نے ارشاد فرمایا' پی پی سی میں ترمیم ہے دفعہ ۲۹۸ میں وہ بھی اس آرڈیننس میں شامل ہے اور اس کو ۲۷۰ (اے) میں آئین کا تحفظ حاصل ہے ان کے خدشات بے بنیاد ہیں اگر کسی جگہ پر ایسی کوئی بات ہوئی ہے تو مولانا اس کی ایف آئی آر درج کروائیں۔ اگر پولیس والے ٹھیک کام نہیں کریں گے تو پھر اس کمرے سے باہر' جیسے پہلے آپ نے بات کی تھی اور پھر آپ نے خواہ مخواہ تحریک التوا پیش کر دی' ہم آپ کی امداد کریں گے۔

جناب چیئرمین: ایف آئی آر شاید درج نہ ہو سکے کیوں کہ یہ Cognizable offence نہیں ہے۔ لیکن complaint کے ذریعے مجسٹریٹ اس کا cognizance لے سکتا ہے۔

تو موشن آوٹ آف آرڈر ہے۔ اگلی تحریک التوا' جناب مولانا کوثر نیازی صاحب' یہ ۲۸ دسمبر کی ہے۔ وہ دستاویزی فلم "The End of the Empire" کے متعلق ہے۔

ADJ. MOTION *RE:* TELECASTING OF THE FILM "THE END OF EMPIRE"

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! میری تحریک التوا کا نفس مضمون یہ ہے کہ گذشتہ دو چار دنوں سے پاکستان ٹیلی ویژن The End of the Empire کے نام سے جو دستاویزی فلم دکھا رہا تھا' یہ تحریک میں نے چونکہ ۲۸ دسمبر کو دی تھی تو اس لئے اس کا ذکر ہے' اس کی آخری قسط کل رات پیش کر دی گئی۔ لیکن اس فلم کے نتیجے میں حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں جو غلط تاثرات ذہنوں میں ابھرے وہ تا دیر قایم رہیں گے۔ مثال کے طور پر قائداعظم مرحوم کے بارے میں اس فلم میں ہونے والا یہ پروپیگنڈہ کہ وہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان شادیوں کے زبردست حامی تھے اس دو قومی نظریئے پر خط تنسیخ کھینچ دیتا ہے جس کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا۔ اسی طرح قائداعظم اور مسلم لیگ کے بارے میں یہ تاثر پھیلانا کہ وہ گذشتہ عالمی جنگ میں انگریز کے ہم نوا تھے جب کہ کانگریس جنگ کی مخالف تھی نہ صرف ایک افسوس ناک الزام تراشی ہے بلکہ تاریخ کا بھی منہ چڑانا ہے۔ اس فلم کے ذریعے کانگریسی رہنماؤں کے stature کو اونچا کرنے اور قائداعظم کو ایک کمتر درجے کا لیڈر بنا کر پیش کرنے کی جو دانستہ کوشش کی گئی ہے اس سے یقیناً پاکستانی قوم کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس مسئلے پر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Hamid Nasir Chattha: Yes, Sir, I oppose it.

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ یہ کس بنیاد پر oppose کی جا رہی ہے جب کہ یہ واقعہ حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہے اور اس میں قائداعظم اور ہماری پاکستان کی تحریک کے بارے میں ایسی غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں کہ جن کا تعلق قومی اہمیت کے مسئلے سے ہے۔ جناب چیئرمین! صرف یہی نہیں میں نے اپنی تحریک میں ان سارے معاملات کو جن سے یہ فلم بحث کرتی ہے اور جن کو اس نے distort کیا ہے ان پر میں نے

[Maulana Kausar Niazi]

روشنی نہیں ڈالی۔ لیکن اگر آپ اجازت دیں تو مسئلے کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے میں یہ عرض کروں کہ اس کے اندر یہ بھی کہا گیا ہے کہ کانگریس کو قائداعظم نے اس لئے چھوڑا کہ وہ گاندھی سے rivalry رکھتے تھے۔ اور گاندھی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ چل نہیں سکتے تھے۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ان کی پرنسپل ego اور ان کی varity کا مسئلہ تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جو "ڈان" اخبار تھا یہ اصل میں وائسرائے نے نکلوایا تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ قائداعظم مرحوم کو اصل لیڈر گاندھی نے بنایا کیوں کہ انہوں نے اس سے میٹنگ کر کے ان کو importance دی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قائداعظم power hungry تھے اور ان کا جو طرز عمل تھا کانگریس کے بالمقابل، وہ ضد پر مبنی تھا۔ اس طرح کی باتیں جناب والا! ایسی ہیں جو ہمارے اپنے سرکاری میڈیا نے پیش کی ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو کتاب ہے Freedom at Midnight اس کو فلمایا گیا اور اس کے اندر جو غلط فہمیاں جان بوجھ کر مصنف نے تحریک پاکستان کے بارے میں پیدا کی ہیں وہ سب پر عیاں ہیں میں نہیں سمجھتا کہ حکومت اس تحریک کی مخالفت کس بنا پر کر رہی ہے۔ وزیر صاحب جب وہ متعلقہ رول quote فرمائیں گے تو پھر میں اپنی گزارشات پیش کروں گا۔

جناب چیئرمین: جناب حامد ناصر چٹھہ صاحب۔

Mr. Hamid Nasir Chattha: Thank you, Mr. Chairman. I have rather a lengthy statement to make on the subject, Sir, with your permission.

Mr. Chairman: Right.

Mr. Hamid Nasir Chattha: Sir, the three episodes of Grandada TV's "End of Empire" shown by PTV were carefully previewed before being telecast. The decision to show them was based on the following reasons:

The subject-matter (*viz.*, the history of the struggle for Pakistan in the context of the over-all Freedom Movement in the sub-continent).

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر، میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب اس کی admissibility کو چیلنج کر رہے ہیں یا وہ اس کو admit قرار دینے کے بعد بحث کا آغاز کر رہے ہیں۔

Mr. Hamid Nasir Chattha: Sir, I am challenging this on technical as well as factual grounds.

مولانا کوثر نیازی: وہ ٹیکنیکل وجوہ تو سامنے آئیں کہ وہ کیا ہیں۔

جناب چیئرمین: جس طرح آپ نے ایک دو اشارات کئے کہ کن وجوہات پر اس مسئلے پر آپ کہتے ہیں کہ بحث ہونی چاہئے وہی وہ بتاتے ہیں کہ کن وجوہات کی بناء پر اس پر بحث نہیں ہونی چاہئے۔ جی وزیر صاحب۔

Mr. Hamid Nasir Chattha: Sir, Notwithstanding some differences in the perception and interpretation of historical details, the production as a whole was a remarkable effort in terms of both historical veracity and skill in audio-visual narration.

No foreign production that we know of so far excels this one in its approximation to our own understanding of the Quaid and his role in the creation of Pakistan. Complete identity of perception was, in any case, never expected.

A multi-dimensional perspective of history is always more reliable than a solitary or uni-dimentional view of it. The presentation of a view other than our own would, we hoped, enable our viewers to identify specific differences in perception and cogitate over them, leading eventually to a clearer understanding of our own perspective of history with regard to both context and details.

The fact that this was a British production (and not our own) was clearly announced before the showing of each episode, alerting our viewers to a critical examination of its contents. That our purpose has been achieved is substantiated by the many comments received by us, most of them initiating discussion on some of the contents of the film, not questioning the utility of showing the film itself.

To respond to the specific issues raised by the honourable Senator:-

The film does not: project the Quaid as "an ardent advocate of Hindu-Muslim marriages". At a certain stage in history the Quaid was undoubtedly an ardent advocate of Hindu-Muslim Unity, a fact which does not nullify his later advocacy of the TWO NATION THEORY as an inevitable product of the march of history. As for mixed marriages, the exact words (a phrase of three words in one single sentence) were-I am quoting, Sir:

> "Jinnah was an unusual Muslim, thoroughly Westernized and as a young man, Mr. Chairman, backed a United India under the Congress and supported Hindu-Muslim marriages; but when Ghandi introduced Hinduism into Congress, Jinnah despaired."

Mr. Chairman: Are you quoting from the film.

Mr. Hamid Nasir Chattha: I am quoting from the film, Sir.

Mr. Chairman, we all know that at the beginning of his career, the Quaid believed in a United India and was an important member of the Indian National Congress.

The film presents the Muslim League's support of the British war efforts and the Conggress's opposition to it as two plain facts of history. We also accept them as such, knowing fully well that both support and opposition were matters of political strategy, not intrinsic commitment on the part of the Muslim League or intrinsic aversion on the part of the Congress. We all know how brilliantly the Quaid's strategy worked, softening the hostility of the British towards the League and weakening the Congress hold over the British.

The honourable Senator asserts that this film extols the Congress leaders and denigrates the Quaid. We consider this assortion to be the product of a pre-conceived notion. This British production, unlike several others, presents the Quaid as he was head and shoulders above all his contemporaries in the sub-continent. The "Patriotic Indian" may have some cause for distress over the figures of Gandhi and Nehru as they emerge in this film. The "Patriotic Briton" may also squirm at some of the references made to Churchill and Mountbatten. The Pakistani can be happy for once to see a foreign presentation (particularly British) in which the Quaid is neither maligned nor belittled.

I would like to quote some excerpts on the film commentry, Sir. "Thin and elegant......spare and incisive.....stern enemy of the Congress.....once Ambassador of Hindu-Muslim unity, why had Jinnah changed?.....Islam in danger was his call to counter Gandhi's Hindu evangelism.....Pakistan was Jinnah's rallying cry.....freedom from Hindu domination was his goal.....the undisputed leader of the Muslims.....all eyes were now not on Gandhi but on Jinnah.....the brilliant lawyer.....his audacity and intransigence (in the face of the British).....his strategy worked, he now had a veto.....ascetic, with a rapier-like mind.....fanatical in his pursuit of Pakistan.....unyielding determination.....Jinnah gave little away.....Now the greater enigma.....a very tough negotiator, not to be trapped....."

These are some of the comments about Jinnah which were made on this film, Sir. Sir, immediately after the screening of the third episode, the PTV telecast a critical appraisal of the series through a panel discussion in which three eminent Pakistani historians-scholars participated: Mr. Sharif al-Mujahid, Director, Quaid-e-Azam Academy; Mr Latif Sherwani, he is an eminent writer of history, specially he has written some books on the freedom movement of Pakistan Sir, and Dr. Manzoor-ur-Din Ahmed. The principal

observations made by these experts were Sir:-

— "On the whole, a good documentary film, historically fairly accurate, clearly and skilfully presented..... The Quaid's picture emerges true to reality.....(as the) irresistible champion of the Muslim cause.....a great negotiator, a great political strategist....." This is one of the opinions of Prof. Sharif al-Mujahid.

Another one Sir:-

— "A good documentary film.....a few errors in historical details here and there, do not distort the picture as a whole.....a fair measure of justice has been done and balance maintained in projecting the principal characters: Jinnah, Gandhi, Nehru, Mountabatten etc."

Another one Sir:-

— "Comments by several contemporary civil servants, journalists and politicains (*e.g.* Scott, Moon, K.H. Khurshid, Mumtaz Daultana, Sardar Shaukat Hayat etc.) greatly enhanced the historical value of the film..... Scot's comments on the Quaid as a master negotiator (not just adamant, but adamant for very good reasons) were illuminating.....Khurshid brought out clearly the Quaid's skill as a political strategist.....Daultana's explanation of the two-nation theory and the Quaid's advocacy of it, was equally clear....." This is Prof. Sharif al-Mujahid again, Sir.

The scholars pointed out that British strategy in the sub-continent was variable, sometimes pro-Congress and sometimes pro-League (which the film does not hide), always actuated by British interests. In this triangular contest of wills (British, Congress, Muslim League), "the British did not use the League.....if anybody took advantage of anybody, it was the Quaid who took advantage of Britain's war compulsions to win through to Pakistan". This is Prof. Sharif Al-Mujahid again Sir.

The Scholars drew the attention of PTV's audience to Mountbatten and Radcliffe's motives in "truncating" Pakistan (following Patel's dictum "Divide in order to reunite"). It was, however, to be noted that the British and the Congress demanded the partition of Punjab and Bengal on the same principle that the League demanded the partition of the sub-continent. Unswerving in principle and never to back-track on his word once given, the Quaid accepted Radcliffe's award of a "moth-eaten Pakistan".

The film does not hide, in fact it clearly projects, how reluctantly both the British and the Congress gave way to the irresistable demand for Pakistan. It also shows how deftly and with what unswerving tenacity the Quaid championed the cause of the Muslims of the sub-continent, leading them at last to that cherished homeland of their own.

[Mr. Hamid Nasir Chattha]

The panel discussion concluded with the moderator's comment: "This was a good documentary, historically fairly accurate.....some details calls for critical review..... This is upto you.....for you to formulate your own judgement after due study and deliberation....."

Sir, having said all this, I am constrained to observe that this adjournment motion is not technically admissible as it does not refer to an issue of recent occurrence (the film having been shown on three successive nights from 22nd to 24th December, 1985). The adjournment motion is dated 28th December, 1985, as such it was not taken up at the earliest opportunity. Also, Mr. Chairman, the honourable Senator in his motion has stated that the last episode of the film was shown only last night which is factually incorrect. The last episode was shown on 24th and as the motion was submitted on the 28th, it could not possibly have been shown last night. I thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: جناب کوثر نیازی۔

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! آپ نے ازراہ کرم وزیر صاحب کو بہت لمبی statement پڑھنے کا موقع دیا وہ آپ کی عنایت ہے لیکن میں نے صرف انہی نکات کی جانب توجہ نہیں دلائی تھی۔ میں نے چھ سات ان واقعات کی جانب اشارہ کیا، جنہیں distort کر کے اس فلم میں پیش کیا گیا ہے۔ جہاں تک ان comments کا تعلق ہے جو ٹی وی نے بعض ماہرین کے پیش کیئے۔ تو اگر comments ہی کوئی حتمی نتیجہ اخذ کرنے کی حیثیت رکھتے ہیں تو میں انہیں بتاؤں گا کہ پاکستان کے ایک مئوقر روزنامہ "مسلم" نے اس پر ایڈیٹوریل لکھا۔ اور اس فلم کو قائد کی شان میں گستاخی قرار دیا، نوائے وقت میں مشہور مسلم لیگی لیڈر جناب "م ش" نے اس پر ایک کالم لکھا، اور اسے قائد اعظم کی توہین اور تضحیک قرار دیا، مسلم اخبار میں اور بہت سے دوسرے اخبارات میں بیشمار مراسلے چھپے، بیشمار قرار دادیں بعض انجمنوں نے پاس کیں، جنہوں نے یہ کہا کہ ہمارے جذبات اس سے مجروح ہوئے ہیں۔ تو دو، تین ماہرین کی آراء پیش کر دینا اس امر کا سرٹیفکیٹ نہیں ہے کہ اس فلم میں قائد اعظم کے ساتھ انصاف کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ یہ جو برٹش میڈ فلم تھی، میں کہتا ہوں برٹش میڈ فلم ہی دکھانا اب ہماری قسمت رہ گیا ہے۔ دو تین سال سے ہم قائد اعظم کی اس دستاویزی فلم کا چرچا تو سنتے رہے ہیں جو وزارت اطلاعات اور حکومت بنوا

رہی ہے اور جس پر لاکھوں روپے برباد ہو چکے ہیں۔ ایک دفعہ بنی، ری جیکٹ ہوئی، دوسری دفعہ بنی اور پھر اسے نامنظور کر دیا گیا، اگر وہ بنا دی جاتی اور اسے ہی دکھا دیا جاتا تو شاید ہماری کچھ اشک شوئی ہو جاتی، لیکن جب ہم غیروں پر تکیہ کریں گے۔ اور ان پر بھروسہ کریں گے تو ظاہر ہے پھر وہی ہو گا جو اس فلم کے نتیجے میں ہوا۔ جہاں تک ان کی ٹیکنیکل گراؤنڈز کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ rules میں ان کے بارے میں کوئی صراحت اور وضاحت نہیں کی گئی۔ کہ ان معمولی technical mistake کی وجہ سے کہ جو دن میں نے کہا، وہ دن نہ تھا، جو تاریخ میں نے کہی، وہ تاریخ نہ تھی، اس بناء پر اسے admit نہ کیا جائے۔ اگر یہ کہ آپ ہی ان کی کوئی مدد فرمائیں اور کوئی رول quote کر دیں۔ ورنہ ان کی تکنیکی گراؤنڈ اس قابل نہیں ہیں کہ ان کی بنیاد پر یہ اہم ترین ایڈجرنمنٹ موشن جو اس قوم کے جذبات سے تعلق رکھتی ہے اسے مسترد کر دیا جائے البتہ میں اس صورت میں مطمئن ہو سکتا ہوں جناب چیئرمین! اگر جناب اقبال احمد خان جو ایک veteran مسلم لیگی ہیں اور بد قسمتی سے جو اس وقت بیک بنچوں پر محو گفتگو ہیں وہ اگر کہیں کہ یہ اس قابل تحریک نہیں ہے کہ ایوان میں بحث کے لئے داخل ہو، تو میں واقعتاً اس پر مطمئن ہو جاؤں گا۔ کیونکہ وہ اول و آخر ان جذبات کو جانتے ہیں اس جدوجہد سے ہو کر گزرے ہیں جو لوگوں نے کی ہے۔ اور اگر جناب زین نورانی جو اول و آخر مسلم لیگی ہیں وہ یہ کہہ دیں، کہ یہ جو فلم پر میری تحریک التواء ہے اسے ایوان میں زیر بحث نہیں آنا چاہئے تو میں اس پر اصرار نہیں کروں گا۔ لیکن اب بال جو ہے ان دو حضرات کی court میں ہے

Mr. Hamid Nasir Chattha: Sir, I have not spoken to Mr. Iqbal Ahmad Khan, on the subject, but if I may be permitted to say Sir, my colleague Mr. Zain Noorani asked me to have these episodes recorded for himself from PTV and I provided the cassettes for him.

Mr. Zain Noorani: I am sorry Sir, Sometime undue hospitality puts one in trouble, I would have avoided it standing up at Maulana Kausar Niazi's mention of my name because this matter technically did not concern my Ministry any more. Unfortunately, my colleague has mentioned that I had got it recorded. I certainly had it recorded, before seeing the Film and even if it is not in confirmity according to Maulana Kausar Niazi's objection, I certainly want it to have on record, what the British want to project. Sir my personal collection, it has nothing to

do with showing it to the people on the Karachi TV. So, I reserve my opinion, as I am not involved in........*(Interruption)*

Mr. Chairman: Now, the point raised is that if you have seen the film as an ordinary citizen of the country, as an old Muslim-Leaguee, what was your general impression? That is the point, not actually, you are not speaking as a Foreign Minister.

Mr. Zain Noorani: We decide to remedy it as an adjournment motion for a debate for two hours, then I will have an opportunity to express views on it..... *(Interruption)*..... No Sir, you are not concerned with what I think of the merit of the film. At the moment you are concerned with the technical aspect of it as to whether it is technically admissible or not and that is all.

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! کاش کہ میرے پاس وقت ہوتا کہ میں بھی اس فلم کو دیکھ سکتا اور اسکے متعلق کچھ گزارشات کر سکتا۔ ابھی معزز سینٹر نے اپنی تحریک پیش کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جس فلم کا ذکر کیا جارہا ہے اس کی آخری قسط کل رات ختم ہوئی ہے۔ تو میں ان کی ولایت کا قائل ہو گیا ہوں کہ قسط تو فلم کی کل ختم ہوئی ان کے کہنے کے مطابق، لیکن تحریک انہوں نے ۲۸ دسمبر کو پیش کر دی۔

جناب والا! جب تک اس کو دیکھا نہ جائے اس کے merits کے متعلق میں کم از کم کوئی عرض نہیں کر سکتا۔ ویسے مولانا صاحب یہ تجویز کرتے تو شاید ہم بھی مستفید ہو سکتے کہ جناب چیئرمین اس بات کا اہتمام فرماتے تو اس فلم کو اس ہاؤس کے اندر پیش کیا جاتا اور ہم سب دیکھ کر اپنی رائے مقرر کرتے میرا خیال ہے اس کو دیکھنے کے بعد چیئرمین خود ہی فیصلہ فرما دیتے شاید انہیں ہماری رائے کی ضرورت بھی نہ ہوتی۔

جناب والا! بہت سی کتابیں چھپتی ہیں فلمیں بنتی ہیں ہر بنانے والا اپنے نقطہ نظر کے مطابق کسی چیز کو پیش کرتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی غیر ملکی نے کوئی فلم تیار کی اگر اس میں کوئی ایسی چیز جس کا اظہار اس ایڈجرنمنٹ موشن میں کیا گیا ہے ہمارے نقطہ نظر سے قابل اعتراض ہے۔ تو پھر بھی بات کو اتنی اہمیت نہیں دینی چاہیئے۔ کہ اس معزز ایوان میں اپنا وقت ضائع کیا جائے۔ اس کا حل یہ ہے کہ فلم میں جن چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور جو قابل اعتراض تھیں بہتر یہ ہوتا کہ صحیح نقطہ نظر پیش کرنے کے لئے باہر کے کسی ملک میں اپنا مضمون کسی اخبار میں بھیج دیتے یا پاکستان کے اندر کسی اخبار یا رسالے میں شائع کرا دیتے کہ اس کمپنی یا اس حکومت نے ایک غلط

فلم بنائی ہے اس میں غلط واقعات پیش کیئے گئے ہیں ان کی تصحیح کے لئے آواز بلند کی جاتی تو اس کی remedy ہو سکتی تھی۔

اب انہوں نے ایک نقطہ نظر پیش کیا ہے ہمیں اس سے کیا غرض ہے۔ بہت سی فلمیں بنتی ہیں اگر پاکستان کے اندر وہ نہ بھی دکھائی جائیں اور جو دوسرے ملکوں میں فلم دکھائی جائے گی۔ اور لوگوں نے دیکھی ہو گی تو وہاں پر ہمارا دائرہ کار نہیں ہو سکتا کہ اس پر ہم کوئی ایکشن لے سکیں۔ یا یہ کہ ہم اس کو ban کر سکیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التوا مناسب نہیں ہے کہ ہم اس پر بحث کریں بلکہ جن احباب نے اس کو دیکھا ہے جن معزز سینٹرز نے اس کو دیکھا ہے اگر کوئی ایسی چیز ہے تو وہ پی ٹی وی والوں کو لکھیں کہ وہ ان کے نقطہ نظر کو قوم کے سامنے پیش کریں۔ یا اخبارات میں دیں یا دوسرے ملکوں کے اخبارات میں بھیجیں تا کہ تصحیح ہو سکے۔ یہاں بحث کوئی نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی۔

ویسے بھی جناب میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تحریک rule 71(J) سے بھی ہٹ ہوتی ہے Because it shall not deal with hypothetical case. اب اس میں کوئی definite بات تو ہے کوئی نہیں۔ ہمارے اپنے ملک کے اندر بھی کوئی فلم جو قصص القرآن کے نام سے ٹی وی پر چلائی گئی تھی تو اسی ملک کے رہنے والے بہت سے دوستوں کا نقطہ نظریہ تھا کہ یہ فلم دکھانی چاہیئے تھی اس سے اسلام کی تبلیغ ہوتی ہے اور بہت سے بزرگوں کا نقطہ نظریہ تھا کہ اس سے اسلام کے کسی خاص رکن کی نفی ہوتی ہے لہٰذا یہ شرع کے مطابق درست نہیں ہے۔ تو یہ ایک سوچ کا انداز ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس پر بحث کی جائے۔ میں معزز سینٹر کی خدمت میں نہایت ادب و احترام سے گزارش کروں گا کہ وزیر اطلاعات نے اس پر کافی مفصل اظہار خیال فرمایا ہے اور ہمیں اپنے قائداعظم کا عزت و احترام پاکستان کے جتنے قائدین ہو چکے ہیں سے سب سے زیادہ ہے۔ ہم پاکستان movement میں رہے ہیں اور آج بھی مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں مسلم لیگ کا ایک ادنیٰ کارکن ہوں میں استدعا کروں گا کہ وہ اس کو پریس نہ کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب قاضی عبداللطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں صرف دو باتیں عرض کروں گا کہ ہمارے وزیر انصاف صاحب نے جو کچھ فرمایا ہمیں ان کے انصاف سے یہ توقع نہیں تھی۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ اعتراض فلم بنانے والوں پر نہیں ہے اعتراض ہے اس کی تشہیر کرنے والوں پر سوال تو یہ

ہے کہ انہوں نے اس کی تشہیر کی اور بعض حوالہ جات وہ دئے اس کا مقصد یہ ہے کہ خاص مکتب فکر والے لوگ جو آج بھی پاکستان کے اندر یہ دعویٰ کرتے ہیں اور اخبارات کے اندر یہ بیانات دے رہے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل نہیں کیا گیا تھا بلکہ یہ معاشی لحاظ سے اور مسلمانوں کے افلاس کی وجہ سے حاصل کیا گیا تھا وہ لوگ ہمارے ٹی وی پر آ گئے ہیں کہ اس نقطہ نظر اور اس مکتب فکر کو اجاگر کرتے ہیں اور دنیا کے سامنے لانا چاہتے ہیں جب کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ اور اس وقت اگر آپ اس کو یہ کہہ دیں کہ قائداعظم نے بھی کوئی کام اسلام کے خلاف کیا تھا تو اس کا حاصل کیا نکلے گا۔ اس وقت ہمارے ملک کی جو پوزیشن ہے اور جو ہنگامے ہو رہے ہیں اس کا نتیجہ یہی ہو گا جو آج افغانستان کے اندر ہو رہا ہے۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ اس فلم کی اس نوعیت سے تشہیر کی گئی ہے جو ہمارے ملک کے بالکل شایانِ شان نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جناب سعید قادر صاحب۔

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir: Mr. Chairman, I have the opportunity of seeing two series of this film, and whereas it is true that there may have been some remarks which may not be quite to our liking but as Minister of Law and Justice has said that opinions of people when expressed outside this country should not prevent us from playing these things in our own country. I think these were excellent series, I made a personal request to the Minister of Information that these should be replayed for those of us who could not see the entire film as I saw only two series and not the third one. I wanted to see the third one also and I think the public should be given an opportunity to see these series again. Where as it is true what Senator Kausar Niazi brought out that there were some comments in one or two papers which I also had the opportunity to read but this does not mean that if any letter or some comment has appeared in the papers, it is the voice of the nation. The views of individuals are also expressed in the same very papers and I think, the opportunity should be given to every body to see the other side of the hill also.

What Senator, Qazi Latif has just said that there is a school of thought which is trying to bring out that perhaps Quaid-i-Azam was of the opinion that Pakistan is not required for Islam but for other reasons. I think there will be hardly any body in this House, outside the House or anywhere in the hundred million people who would say that Quaid-i-Azam had any other thought in his mind but to create an

Islamic State. So, I think, we are over-stretching this point with regard to the propagation of this film and we have only picked out one or two or three sentences out of these films and over exposing them in a manner that as if the whole film is to be rejected. That would be very retrograde step in Pakistan where we talk of freedom of speech and press. We might as well let people have a look exactly what things are thought about Pakistan everywhere in the World. Thank you.

Mr. Hasan A. Shaikh: May I say Sir ?

Mr. Chairman: I think we are indulging in a regular debate actually on this. The question was one of admissiblity and I had a particular point in my mind while I allowed actually the debate to.....*(interruption)*.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, I will only give a very short epitome, my reaction because I have seen all the three episodes.

Mr. Chairman: Right.

Mr. Hasan A. Shaikh: Gen. Saeed Qadir has seen only two episodes whereas I have seen all the three episodes. In fact I have also seen subsequent episode including the episode on Egypt last night. I think the film is excellent. Undoubtedly, there are certain remarks in which we do not agree. Undoubtedly, that is a film created by the people, by a nation of Mountbatten and Red Cliff but even then it is a good film from this point of view that it projects Quaid-i-Azam as the maker of Pakistan. As to what Qazi Abdul Latif has said, it is, there is no doubt about it that Quaid-i-Azam wanted Pakistan to be a fortress of Islam but he did not want theocracy to prevail in Pakistan.

جناب چیئرمین: اس کو اب ختم کرتے ہیں۔ مولانا کوثر نیازی صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں

مولانا کوثر نیازی: میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی فرمائے۔

مولانا سمیع الحق: جناب والا ! مجھے جناب حسن اے شیخ کے اس مسئلے سے قطعاً اختلاف ہے کہ قائداعظم اسے ایک مذہبی سٹیٹ نہیں بنانا چاہتے تھے۔ قائداعظم کے اعلانات بیانات، دعوؤں، تحریروں اور خطبات، سب کی انہوں نے تردید کی ہے آخری جملے ان کے یہی تھے کہ قائداعظم اس کو مذہبی سٹیٹ نہیں بنانا چاہتے تھے ان کا اعلان یہی تھا کہ یہاں قرآن

وسنت کی بالادستی ہوگی اور اسی بنیاد پر بہت بڑی قربانیاں دی گئیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے معنی کیا' لا الہ الا اللہ

(مداخلت)

جناب چیئرمین: مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ قائداعظم نے جو کہا ہے اور جو ہم سمجھ سکے ہیں وہ ایک اسلامی سٹیٹ کے متعلق تو ضرور کہا ہے۔ لیکن حسن اے شیخ صاحب نے جو لفظ استعمال کیا ہے وہ theocracy ہے theocracy اسے کہتے ہیں جو ایک وقت میں روم مین پیپلز گورنمنٹ تھی۔ یہ لفظ اس sense میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ آپ کا آئیڈیا ہے نہ قائداعظم کا تھا نہ کسی اور کا تھا۔

مولانا سمیع الحق: میں نے theocracy کا ترجمہ مذہبی سٹیٹ ہی سنا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ کسی نے غلط ترجمہ کر دیا ہے۔ ترجمے کا یہ پرابلم ہمیشہ رہے گا۔ مولانہ کوثر نیازی صاحب آخر میں آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ فرمالیں۔

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! مجھے نہایت خوشی ہے کہ ہمارے وزرائے کرام یک لخت نہایت لبرل اور آزادی پسند ہو گئے ہیں۔ ٹی وی پر ایسے خیالات کی نشرواشاعت بھی انہیں گوارا ہو گئی ہے کہ جو نہ صرف یہ کہ تحریک پاکستان' قائداعظم' سے بھی اختلاف رکھتی ہے بلکہ تاریخی حقائق کے بھی منافی ہے مجھے امید ہے کہ وہ اندرون ملک جو اختلافات پائے جاتے ہیں ان کو پیش کرنے میں بھی ایسی liberalism کا مظاہرہ فرمائیں گے۔

جناب چیئرمین: اگر آپ اس پر تحریک التواء نہ لے آتے تو وہ بھی انشا اللہ کریں گے۔

مولانا کوثر نیازی: دوسری گزارش یہ ہے کہ اگر ایک فلم کے اچھا بننے کا ہی criterion ہمارے سامنے ہے کہ بڑی اچھی فلم بنی ہے اگرچہ کچھ باتیں ہمارے نقطہ نظر سے خراب ہیں تو میں پھر گزارش کروں گا کہ فلم گاندھی کیوں نہیں دکھائی گئی پی ٹی وی سے فلم گاندھی اس سے بہت superior فلم ہے۔ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے اس کے مقابلے میں جناب چیئرمین اور دنیا بھر میں اس فلم کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے اسے ایوارڈ ملے ہیں۔ پھر اسے بھی دکھائیں ٹی وی والے اگر اتنے لبرل ہو گئے ہیں پاکستان اور قائداعظم کے معاملے میں تو مجھے بے حد خوشی ہو گی۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ اس بحث کو میں نے عمداً طوالت اس لئے دی کہ معاملہ اہم تھا اور جو شخصیت اس میں involve تھی اس کی ہم سب بے انتہا قدر کرتے ہیں اور اصلی مسئلے کو نوعیت پر پہنچنے کے لئے ضروری تھا کہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ اس تحریک میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ مولانا کوثر نیازی صاحب کی ذاتی رائے ہے یا ایک عمومی impression تمام ملک اور قوم کا ہے۔ لیکن اخبارات یا ایسے میڈیا میں کم از کم ایسا تاثر میرے نالج میں پیدا نہیں ہوا۔ کہ واقعی قوم نے من حیث القوم اس کو رد کیا ہے۔ انہوں نے بھی فرمایا کہ مثبت پوائنٹس بھی دیئے گئے۔ منفی پوائنٹس بھی دیئے گئے۔ آپ نے بھی ارشاد فرمایا کہ اس میں کیا اچھائی تھی کیا خرابی تھی اور خرابی کی طرف آپ نے اپنی موشن اور زبانی ارشادات میں کافی توجہ دلائی۔ لیکن سوال صرف اتنا تھا اور میں یہی چاہتا تھا کہ وہ مجموعی تاثر کیا تھا کیونکہ admissibility کا جو فیصلہ ہوگا وہ اس پر ہوگا کہ میٹر آف جنرل پبلک امپارٹنس یعنی جنرل پبلک امپارٹنس میں یہ آتا ہے یا نہیں آتا۔ آپ سب حضرات کے جو ارشادات تھے ان کو سن کر اور جو کچھ میرے اپنے نالج میں ہے اور جو کچھ اخبارات میں آیا ہے اس سے یہ تاثر ہرگز نہیں ملتا کہ یہ جنرل پبلک امپارٹنس کا معاملہ ہے جس کے لئے ایوان کی معمول کے مطابق کارروائی ملتوی کی جاسکے۔

میں بار بار کہتا رہا ہوں کہ ہمیں کچھ رواداری اور تحمل کا بھی کچھ ثبوت اس میں دینا چاہئے۔ خود ہی ہم کہتے ہیں "کہتی ہے تم کو خلق خدا غائبانہ کیا" باقی دنیا میں قائداعظم کے متعلق جو کچھ کہا جاتا ہے یا دکھایا جاتا ہے اور جو تاثر وہاں پر قائم ہوا اس کے لئے تو ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ سوائے اس کے کہ جیسا کہ اقبال احمد خان صاحب نے فرمایا کہ ہم میں سے جنہوں نے دیکھا ہے اور جن کو واقعات کا پتہ ہے تاریخ کا پتہ ہے وہ ان کی تصحیح کریں، تو یہ موشن جنرل پبلک امپارٹنس کا نہیں اس سٹیج پر جب یہ دکھایا جاچکا ہے میرے خیال میں اس سے کوئی مطلب حل نہیں ہوگا اگر اس سٹیج پر اس پر discussion ہوتی کہ اس کو بند کیا جائے تو پھر بھی جواز شاید اس کا بنتا۔ I am afraid, I have to rule it out of order. ایڈجرنمنٹ موشن کے آدھ گھنٹہ کی بجائے ایک گھنٹہ گزر چکا ہے تو یہ پریڈ ختم ہے

Now we come to the regular business. Item No. 3, Mr. Hasan A. Shaikh.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, I beg to move;

That under sub-rule (1) of Rule 164 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Freedom of Information Bill, 1985 be extended for sixty days.

Mr. Chairman: The Motion is;

That under sub-rule (1) of Rule 164 of the Rule of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Freedom of Information Bill, 1985 be extended for sixty days.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, we like to know the reason why they want sixty days? Why have they not completed it?

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, The position is as you know Sir, there are 30 days available in the rules. We had called meeting but incidently on that day our plane from Karachi came late and the honourable members awaited till about 11.45 a.m. and I arrived in the Senate House by 12.30. The meeting was already adjourned, otherwise we would have probably presented some sort of report on this particular Bill, there were other Bills also and personally I think, we shall be now sitting almost from day to day and therefore, we will be here. I think, within sixty days time we will be able to present the report to the House.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, it is not question of what they will do year after. What I want to know is, as once according to the honourable member they called a meeting, the plane was late. How does it justify the delay of more than 30 days. If he did not attend the meeting other members could elect an other Chairman to carry on the proceedings. What is the reason for not completing it in 30 days?

<u>جناب چیئرمین:</u> جناب اقبال احمد صاحب۔

<u>جناب اقبال احمد خان:</u> جناب والا! میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس بل کے بارے میں ایک دو دفعہ کمیٹی کی میٹنگ بلائی گئی لیکن کمیٹی کے اراکین کو بروقت اطلاع نہ دی جا سکی اس وجہ سے یہ کمیٹی کی میٹنگز منعقد نہ ہو سکیں۔ پچھلی میٹنگ، جو کہ منعقد ہو سکی؟ اگرچہ اس کے بارے میں کمیٹی کے چیئرمین نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان کا جہاز لیٹ تھا، لیکن دیگر ممبران نے کچھ انتظار کرنے کے بعد معزز سینٹر جناب محمد علی خان ہوتی صاحب کی صدارت میں، کمیٹی کا اجلاس شروع کر دیا۔ اس کمیٹی کے سامنے دو تین مسئلے تھے ایک تو نواں

ترمیمی بل تھااور ایک مسئلہ یہ تھا۔ اس لئے تین چار گھنٹے کی سٹنگ کے دوران ہم اپنا کام مکمل نہ کر سکے معزز سینٹر پروفیسر خورشید احمد صاحب' جو کہ اس بل کے محرک ہیں وہ بھی اس کمیٹی میں موجود تھے 'ان کے مشورے سے ہم نے یہ تاریخ مقرر کی ہے کہ آپ سے استدعا کی جائے کہ ہمیں ساٹھ دن کی مہلت دی جائے کیونکہ سینٹر خورشید احمد صاحب کا ہی مطالبہ تھا بلکہ انہوں نے درست طور پر ہماری راہنمائی فرمائی کہ بہت سارے ممالک میں اس قسم کے قوانین موجود ہیں اس لئے ان سے راہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے اور انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ان قوانین کو بھی حاصل کیا جائے تاکہ ہمارے علم اور مطالعہ میں اضافہ بھی ہو سکے اس طرح شاید ہم بہتر طور پر رپورٹ پیش کر سکیں۔ تو اس کے لئے ہم نے متعلقہ محکمے' وزارت خارجہ کو بھی کہا ہے کہ وہ ہمیں مختلف ممالک کے قوانین کی کاپی ہمیں مہیا کریں تاکہ اس سے ہم رہنمائی حاصل کر سکیں۔ اس لئے کمیٹی نے یہی فیصلہ کیا کہ مزید ۶۰ دن کی مدت کا وقت ہاؤس سے لے لیا جائے یہ تجویز بل کے محرک کی طرف سے تھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری ان گزارشات کے بعد معزز سینٹر احمد میاں سومرو صاحب' مطمئن ہو گئے ہوں گے۔ اس لئے میں استدعا کروں گا کہ اس کمیٹی کو اپنا کام مکمل کرنے کے لئے ۶۰ دن کی مہلت دی جائے انشاء اللہ اس مدت کے اندر ایک جامع رپورٹ آپ کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب چیئرمین: اگر یہ بل کے محرک کی مرضی سے ہو رہا ہے تو پھر غالباً سینٹ کو کوئی خاص اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

جناب احمد میاں سومرو: جس صورت میں لا منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں' مجھے ان سے اختلاف نہیں لیکن یہ ایک روایت بن گئی ہے کہ جب کمیٹی کی رپورٹ کی مدت پوری ہو جاتی ہے بغیر کسی جائز وجہ کے مزید ا کسٹینشن کے لئے تحریک پیش کر دی جاتی ہے اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ کمیٹی کی رپورٹ کے لئے تیس دن کی مدت مقرر کی گئی تھی لیکن اب اس میں توسیع ساٹھ دن کی چاہتے ہیں۔ یہ کہاں تک مناسب ہے؟ جب کوئی مسئلہ سٹینڈنگ کمیٹی میں پیش کیا جاتا ہے تو پھر وہ اسی مدت کے اندر اس پر کام کریں اور مقررہ مدت کے اندر رپورٹ پیش کریں۔ اب جیسے حسن اے شیخ صاحب نے بتایا ہے کہ ہم نے صرف ایک ہی دفعہ میٹنگ بلائی ہے اور لا منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے تین دفعہ میٹنگ بلائی ہے۔ اب پتہ نہیں ہے کہ کون سی بات صحیح ہے

Mr. Chairman: I don't want to comment on the merit of this

Bill. But I think the Bill breaks altogether new ground as for this sub-continent, and I think it requires very careful consideration and whoever has suggested that we should look at other laws also which may be obtained from other countries, I think, it is a good suggestion and for that certainly they would require time. But it is upto the House whether you would agree or not ? Let me put the question,

The question is:

"That under sub-rule (1) of Rule 164 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Freedom of Information Bill, 1985, be extended for sixty days."

(The motion was carried).

Mr. Chairman: The motion is approved. Next Item No. 4 Janab Qazi Abdul Latif and Maulana Samiul Haq Sahib.

قاضی عبداللطیف: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ملک میں نفاذ شریعت بل (نفاذ شریعت بل ۱۹۸۵) کو منتخبہ کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق زیر غور لایا جائے۔

Mr. Chairman: The motion is:

"That the Bill to enforce Sharia in the country to be called the Enforcement of Sharia Bill, 1985, as reported by the Select Committee, be taken into consideration."

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: Mr. Chairman, I oppose the introduction of this Bill. Reasons for opposing the introduction of this Bill.....*(interruption)*.

An honourable Member: Not has been introduced, Sir.

Mr. Chairman: The Bill has been introduced already. You are opposing the consideration. Motion for consideration.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: Right. This Bill may not be moved for further consideration.

جناب چیئرمین: جی ' آپ وجوہات ' فرمائیے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: جناب چیئرمین! سب سے پہلی بات میں آپ کے سامنے یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس اپوزیشن کا غلط تاثر کسی طرح نہیں لینا چاہئے۔ میرے خیال میں کوئی بھی ایسا مسلمان نہیں ہو گا جو یہ کہے کہ قرآن وسنت کا قانون اس ملک میں

نافذ نہ کیا جائے اس سلسلے میں سب سے پہلے اور اگلی صف میں شامل ہونا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں قرآن و سنت کو نافذ ہونا چاہئے میری سمجھ میں جو کچھ آیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے آئین میں قرآن و سنت نافذ کرنے کے سارے اقدامات موجود ہیں اس لئے اس بل کو دوبارہ لانے کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر آپ آئین کی دفعہ ۲۲۷ - - - - - - (مداخلت)

مولانا سمیع الحق: پوائنٹ آف آرڈر' جناب جنرل صاحب نے کیا باقاعدہ بحث شروع کر دی ہے یا اس کی قبولیت یا غیر قبولیت کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں ان کو معلومات نہیں کیونکہ وہ باہر تشریف لے گئے تھے اب یہ بل سارے مراحل سے گزر کر یہاں آ چکا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اب اگر اس بل پر بحث شروع ہو گئی ہے تو پھر بے شک بحث میں حصہ لیں لیکن اس وقت اس بارے میں کوئی مسئلہ نہیں اٹھا سکتے کہ یہ صحیح ہے یا غلط ہے۔

جناب چیئرمین: جناب اقبال احمد صاحب' آپ اس مسئلہ پر کچھ ارشاد فرمائیں گے۔

جناب اقبال احمد خان: حضور والا' میں - - - - - (مداخلت)

Mr. Chairman: The technical position is that the Bill has already been introduced. The mover has moved that it should be taken into consideration. There can be an amendment to that. But, if no body is opposing it then we go to the first reading of the Bill straightaway. Then I think, the mover has a right to start the debate, and then, somebody can oppose it.

جناب اقبال احمد خان: درست ہے جناب' لیکن جب رول ۸۸' کلاز (۳) میں ہے۔

Rule 88 (3)-If the member-in-charge moves that the Bill, as reported by the Select Committee, be taken into consideration which has been moved just now, any member may move as an amendment that the Bill be referred to the same Committee again or be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon.

اب اس میں دو ہی امنڈمنٹس پیش کی جا سکتی ہیں۔

Mr. Chairman: That is right.

جناب اقبال احمد خان: یہ کہ اس کمیٹی کو دوبارہ اسے بھیجا جائے یا پبلک او پینین کے لئے اسے دوبارہ سرکولیٹ کیا جائے۔ اگر اپوز کا لفظ کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر بحث شروع ہو گی۔

Mr. Chairman: First reading should start.

جناب اقبال احمد خان: جی ہاں، لیکن اگر اسی مرحلے پر کوئی دوسری موشن، کوئی رکن پیش کرنا چاہے تو وہ پیش ہو سکتی ہے۔

Mr. Chairman: Well, nobody has moved any other motion.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir: Mr. Chairman, I have a motion for amendment also.

As a part of my discussion, I am going to move that.....*(interruption)*.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: He has just moved: that the Bill, as reported by the Select Committee be taken into consideration. Any member may move as an amendment that the Bill be referred to the same Committee again or be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon.

اب چونکہ ابھی یہ موشن پیش ہوئی ہے۔ will be taken into consideration

اس کے اندر اگر کوئی چاہئے as an amendment to this motion وہ کر سکتے ہیں۔

That the Bill be circulated for eliciting public opinion or referred back to the same Committee.

Mr. Chairman: This is exactly what I am saying that it is not a question of opposing the motion for consideration because that means that you are starting the first reading of the Bill straightaway.

اس کے لئے کسی نوٹس کی ضرورت نہیں ہے۔

If any member has the intention of moving an amendment let him resort to the formal form of an amendment: That I beg to move that so and so should be done, which should, then, be put to House.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir: Mr Chairman, I would like to amend this motion in the following manner.

Mr. Chairman: You have not moved any motion.

جناب احمد میاں سومرو: پوائنٹ آف آرڈر، جناب یہاں صرف موشن پیش ہوئی ہے کہ شریعت بل کی رپورٹ پر غور کیا جائے۔ اب آنریبل ممبر کہتے ہیں کہ غور ہی نہ کیا جائے دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ میں شریعت کے نفاذ کے حق میں ہوں۔ آپ نے جیسے صحیح ارشاد فرمایا ہے کہ یہاں کوئی موشن نہیں ہے کہ اس کو پبلک اوپینین کے لئے سرکولیٹ کیا جائے۔

Mr. Iqbal Ahmad Khan: It can be moved just now.

Mr. Ahmed Mian Soomro There is no motion.

Mr. Chairman: I think, the point of order is in order. But he has to make a formal motion for amendment of the motion.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir: Sir, I am making a formal amendment for amending the motion.

Mr. Chairman: Then suggest the wording so that I could put it to the House.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: I beg to move:

That under sub-rule (3) of Rule 88 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, the Bill to enforce Sharia in the country-the Enforcement of Sharia Bill, 1985, as reported by the Select Committee, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon.

Mr. Chairman: This is correct.

مولانا سمیع الحق: پوائنٹ آف آرڈر یہ، بل ۲۹ دسمبر کو بحث کے لئے پیش ہو چکا ہے اب اس پر کون سی ترمیم آ سکتی ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ لیکن رولز کے مطابق آ سکتی ہے جب آپ move کرتے ہیں کہ The Bill should be taken into consideration اس پر دو ترامیم آ سکتی ہیں یا تو یہ ہے کہ اسے منتخبہ کمیٹی کو دوبارہ بھیجا جائے یا یہ ہو سکتا ہے کہ اس کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے۔

مولانا سمیع الحق: ہو گا تو کچھ نہیں لیکن جنرل صاحب ثواب کمانا چاہتے ہیں تو کمائیں

Mr. Chairman: The Motion moved is:

"That under Rule 88(3), of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, the Bill to enforce Sharia in the country (Enforcement of Sharia Bill, 1986), as reported by the Select Committee, be circulated for the purposes of eliciting public opinion thereon."

Now before we take up the main motion, we have to dispose of the amendment as such. Now, those who are opposing it, please actually say so.

POINT OF ORDER

Mr. Ahmed Mian Soomro: Point of Order, Sir, as it is a

[Ahmed Mian Soomro]

reference to public opinions the motion therefore, must take the due time. Whether it will take five years? It must be specified that it should be done within such and such time. It should be specific. Just to circulate it for public opinion would be irrelevant because we cannot give them five years. It should state the time limit. Then it would be a proper motion. This is my humble submission, Sir.

Mr. Chairman: The point is in order, but you can move a further amendment to the amendment suggesting this very thing. Actually, this is upto the House.

نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ public opinion elicit ہو چکا ہے صدر صاحب کے الیکشن میں کہ آپ اسلام چاہتے ہیں تو ۵ سال کے لئے آپ صدر کو منتخب کریں اب ۵ سال کے لئے صدر کو منتخب کیا گیا ہے وہ ہو چکا ہے اس پر اب دوبارہ opinion elicit کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو ریکارڈ میں ہے۔ اس ریکارڈ سے اگر آپ انکار کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ پھر آپ صدر کے الیکشن سے بھی انکار کریں۔

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین! عوام کی رائے معلوم کرنے کے لئے ایک بل مشتہر کیا جاتا ہے تو میں یہی کہنے والا تھا کہ اس بل کے بارے میں پبلک نے ایک بار لاکھوں افراد کی قربانی دے کر ۱۹۴۷ میں رائے دی ہے۔ پھر ۱۹۷۷ میں ہزاروں لوگوں نے شہید ہو کر اور سر کٹوا کر پھر رائے دے دی ہے۔ پھر ریفرنڈم کی شکل میں رائے دے دی ہے اب جب عوام کی رائے بالکل سامنے ہے تو ان سے کس بات کے متعلق پوچھا جائے

جناب چیئرمین: جہاں تک عوام کی جنرل رائے ہے وہ سب کے سامنے ہے وہ تو آپ خود ہی کہتے ہیں کہ یہ ان کا وہ raisen d'etre تھا۔ وہ سب صحیح ہے لیکن ایک بل ایک مخصوص شکل میں قوم کے سامنے ایک قانون کی شکل میں آ رہا ہے اور جو پبلک کی رائے ہے وہ ایک مخصوص شکل جو اس شریعت کے نفاذ کو دی جا رہی ہے اس کے متعلق وہ مشتہر کیا جا رہا ہے۔

would you move the amendment?

Mr. Ahmed Mian Soomro: I am against this very amendment, Sir.

Mr. Chairman: Right.

قاضی عبداللطیف: جناب والا! ہم اس تحریک کی مخالفت کرتے ہیں اس کو یہاں پیش نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی جائے گی۔ لیکن پہلے سنتے ہیں۔

That there has to be some time-limit I think, to complete it.

Mr. Hassan A. Shaikh: Sir, for public opinion the text is to be publicised and that takes quite some time and then it should be tabulated section-wise after the receipt of public opinion. So, I think it would be difficult.....*(interruption)*.

Mr. Chairman: I think this is the normal procedure. When you do circulate a Bill for public opinion, this procedure is there. It is a prescribed, well-recognized and well-established procedure. It should present no difficulty. The only question is that you will have to put a ceiling on the time within which you want to have this opinion.

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! جب یہ وقت مقرر کیا جاتا ہے تو public opinion اس تاریخ تک نیشنل اسمبلی سیکرٹریٹ یا سینٹ سیکرٹیریٹ میں پہنچ جاتی ہے۔ اس کے بعد اس کو tabulate کر کے اس معزز ایوان میں پیش کیا جاتا ہے اس لئے یہ جو tabulation کا ٹائم ہے وہ public opinion کے ٹائم میں consider نہیں ہوتا۔ اور یہ ایوان اگر ٹائم مقرر کر دے تو بہتر ہو گا یہاں پہلے سے بھی اس قسم کی مثالیں موجود ہیں کہ نتیجہ سیکرٹریٹ فوراً اخبارات میں نشر کر دے گا۔ جس طرح بھی اس کا طریقہ ہے اس میں کوئی ٹائم بھی جو معزز اراکین مناسب تصور کریں کر دیں ساٹھ دن کریں ’نوے دن کریں ‘ تیس دن کریں‘ یہ توان پر ہے کہ وہ تجویز کر دیں اور اس کے مطابق یہ جب عوام میں جائے گا اور اس کے بعد جب واپس آئے گا تو پھر tabulation کے بعد یہاں پیش ہو جائے گا۔ اس لئے ٹائم مقرر کرنا ہی چاہیئے اور ٹائم مقرر کیا ہی جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ وقت تجویز کریں جناب سعید قادر صاحب۔

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadie: Sir, my suggestion is that six months should be allowed for the public opinion.

(INTERRUPTIONS)

Mr. Hasan A. Shaikh: I will move an amendment to this.....

(INTERRUPTIONS)

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir: If the House wants three months, I have no objection. I will move the amendment if the House wants.

Mr. Hasan A. Shaikh: Three months would be acceptable.

Mr. Chairman: Rights. Then I put the question without any further discussion and you gentlemen will now decide it.

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین صاحب، جب آپ ایوان سے پوچھیں تو میری اتنی درخواست ہے کہ آپ اردو میں پوچھ لیں۔

جناب چیئرمین: میں پہلے اردو میں اپنے ذہن میں مرتب کرلوں تو تب ہی پوچھ سکوں گا۔ میرے خیال میں یہ سب سمجھتے ہیں اقبال احمد خان صاحب شاید اس کا ترجمہ مجھ سے بہتر کر لیں گے یا مولانا کوثر نیازی صاحب سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ترجمہ کر دیں۔

The question is:

"That under Rule 88(3) of the Rules of Procedure and conduct of Business in the Senate, 1973, the Bill to enforce Sharia in the country (The Enforcement of Sharia Bill, 1985), moved by Qazi Abdul Latif and Maulana Samiul Haq, as reported by the Select Committee, be circulated for the purposes of eliciting public opinion thereon within three months.

مولانا سمیع الحق: آپ ڈویژن کرائیں جناب، میرے خیال میں اس میں پوری حکومت بھی انشا اللہ ہمارے ساتھ ہے اور یہ سب ارکان ایک ہیں۔

Mian Ahmed Mian Soomro: Sir, we claim division.

تاکہ پتہ لگے کون شریعت چاہتا ہے اور کون نہیں چاہتا۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں مجھے صحیح اندازہ نہیں ہوسکا تو جو اس بل کی ترمیم کے حق میں ہیں وہ پہلے کھڑے ہو جائیں۔ بل کو عوام کی رائے معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے اس کے جو حق میں ہیں وہ پہلے کھڑے ہو جائیں۔

جناب چیئرمین: نتیجہ یہ ہے کہ ۲۱ آدمی اس کے حق میں ہیں اس کو پبلک اوپینین کے لئے سرکولیٹ کیا جائے۔ اور ۱۷ آدمی اس کے حق میں ہیں کہ اس کو سرکولیٹ نہ کیا جائے تو پبلک اوپینین کے لئے سرکولیٹ کیا جائے گا۔

(The Motion is carried)

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میں قرآن مجید کی آیات پڑھ کر سنا سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: قرآن شریف کی آیات ہر وقت سنائی جا سکتی ہیں لیکن موقع و محل ....

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: وازالہ علی کلا - - - - - (مداخلت)

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے یہ اس ہاؤس کو اپلائی نہیں کرتا، وہ جس context میں کہا گیا ہے وہ کفار اور مسلمانوں کے context میں کہا گیا ہے۔ بہرحال. Item No. 6. I come to Resolutions. پہلا ریزولیوشن ہے جو پچھلے سیشن میں مولانا کوثر نیازی صاحب نے move کیا تھا۔

جناب احمد میاں سومرو: پوائنٹ آف آرڈر ایک طرف ہاؤس نے آئینی ترمیم اسی پوائنٹ پر ایڈمٹ کی ہوئی ہے کیا یہ دونوں مختلف نہیں ہے۔

Mr. Chairman: This may be one reason why it would be advisable to keep this Bill pending till we know what the Constitution provided for it, because the Bill ultimately if the Constitution stands as at present, some of the provision of the present Bill, may be *ultra vires* of the Constitution.

جناب مولانا کوثر نیازی صاحب کی تحریک ہے جس میں جناب شاد محمد خان صاحب نے ایک امنڈمنٹ تجویز کی ہے۔ پہلے امنڈمنٹ کا فیصلہ کرلیں۔ شاد محمد خان صاحب آپ اپنی امنڈمنٹ کو move کریں۔ موشن تو move ہو چکی ہے۔ آپ پہلے پڑھ لیں۔

Mr. Shad Muhammad Khan: Sir, The House is of the opinion that the CDA Board may be constituted,.... *(interruption)*.

جناب چیئرمین: ذرا آپ تشریف رکھیں وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

* * * * * * *

Mr. Chairman: Mr. Shad Muhammad Khan.

Mr. Shad Muhammad Khan: Sir, this House is of the opinion that the CDA Board may be reconstituted and the members of the Senate and the National Assembly may be included in the said Board.

This amendment has been moved with a view Sir, that why not to associate all the members of the Parliament with it. Why should it be reserved particularly for the members from Islamabad. All the members of the Parliament have got interest in it Sir, it is a sacred place for all of us, So, with this intention that members of the Parliament should be associated with this I have moved this amendment.

---

* Expunged by the order of the Chairman.

جناب چیئرمین : جناب مولانا کوثر نیازی صاحب آپ کو اس پر اعتراض ہے؟

مولانا کوثر نیازی : جی مجھے اعتراض ہے۔

جناب چیئرمین : جی فرمائیے۔

مولانا کوثر نیازی : مجھے جناب والا! ابھی اپنی ریزولیوشن پر مفصل معروضات پیش کرنی ہیں۔

جناب چیئرمین : جی، جی، لیکن پہلے اگر امنڈمنٹ کا فیصلہ ہو جائے۔

مولانا کوثر نیازی : میں نے اس کو اپوز کیا، جناب چیئرمین بادی النظر میں یہ بات بڑی عجیب ہے کہ میں ملک کے ایوان بالا میں ایک شہر کے مسئلے پر گفتگو کر رہا ہوں۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اس غریب شہر پر بات کرنے کے لئے کوئی اور دوسرا فورم ملک میں موجود ہی نہیں ہے یہ کہنے کو دارالسلطنت ہے اور دارالسلطنت بھی ایسا کہ انتقال اقتدار کے ڈاکومنٹ کا جو مجموعہ "ٹرانسفر آف پاور" کے نام سے شروع ہوا ہے اس کی دسویں جلد کے ۹۶۱ صفحے پر مسٹر سائمن نے سردار عبدالرب نشتر مرحوم سے اپنی گفتگو کا حوالہ دیتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ انہوں نے مئی ۱۹۴۷ میں مجھ سے یہ بات کہی تھی کہ ہم راولپنڈی کے قریب پاکستان کا دارالسلطنت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسٹیٹس مین، دہلی نے جناب چیئرمین ۱۰ جون ۱۹۴۷ کو یہ خبر شائع کی تھی کہ مسلم لیگی قیادت مری اور راولپنڈی کے درمیان پاکستان کا دارالسلطنت بنانے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ لیکن عملاً صورت حال یہ ہے - - - - - (مداخلت)

جناب چیئرمین : قطع کلامی معاف، وہ جو امنڈمنٹ ہے اس کو پہلے ڈسپوز آف کرنے کی ضرورت ہو گی

مولانا کوثر نیازی : جناب والا میں اپنی اس تقریر - - - - - - (مداخلت)

جناب چیئرمین : اسی پر آپ بحث کر رہے ہیں۔ اس کو آپ اپوز کر رہے ہیں۔

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اصل Resolution کی جب میں وضاحت کروں گا تو مجھے یہ یقین ہے کہ میرے فاضل دوست اپنی یہ ترمیم واپس لے لیں گے۔

جناب چیئرمین : نہیں وہ اب خود تو نہیں لے سکتے۔ اگر ہاؤس ان کو اجازت دے تو - - - - (مداخلت)

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! پہلے میں Resolution پر تو اپنی گفتگو پیش کر لوں اس کے بعد پھر اس ترمیم پر بحث ہو گی۔ - - - - (مداخلت)

جناب چیئرمین: قاعدہ جو ہے وہ یہی ہے۔ آپ اپنی تقریر میں اسی امنڈمنٹ کو سمو سکتے ہیں۔

مولانا کوثر نیازی: میں اس کو سمو رہا ہوں اپنی تقریر ہی کے اندر - - - - - - (مداخلت)

جناب چیئرمین: چلیں اسی طرح ہی سہی۔

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین مگر عملاً صورت حال یہ ہے کہ صوبائی اسمبلی میں اس کا کوئی نمائندہ شامل نہیں ہے اس لئے کہ یہ فیڈرل ایریا ہے اس لئے صوبے میں اس شہر کا کوئی مسئلہ جب کبھی اٹھایا جائے گا تو اسے خلاف ضابطہ قرار دے کر مسترد کر دیا جائے گا۔ میونسپلٹی اور منتخب بلدیات وہ دوسرا فورم ہو سکتے تھے جہاں اس شہر کے مسئلے اٹھائے جاتے لیکن بدقسمتی سے یہ شہر اس ملک میں وہ واحد شہر ہے جہاں کوئی منتخب میونسپلٹی نہیں ہے کوئی منتخب بلدیہ نہیں ہے اس لئے کسی کارپوریشن اور میونسپلٹی کے فورم پر بھی اس کا کوئی مسئلہ اٹھانا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے میں نے اس ملک کے ایوان بالا کو منتخب کیا ہے کہ اس پر میں سی ڈی اے بورڈ کی دوبارہ تشکیل یا تشکیل جدید کا مسئلہ پیش کروں۔ جس میں عوامی نمائندے بھی شریک ہوں کیونکہ اسی سی ڈی اے بورڈ کے بطن ہی سے دراصل اسلام آباد کے سارے مسائل نے جنم لیا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اراکین سینٹ اسے پاکستان کے دارالسلطنت کا مسئلہ سمجھ کر اور اپنا مسئلہ سمجھ کر اس سلسلے میں میری مدد فرمائیں گے۔

جناب چیئرمین! میں بیوروکریسی کا مخالف نہیں ہوں، اچھی قابل اور دیانتدار بیوروکریسی کسی بھی ملک کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن جب بیوروکریسی احتساب سے آزاد ہو جائے۔ اور وہ عوامی نمائندوں کے ماتحت رہ کر نہیں بلکہ ان سے بالاتر ہو کر سارے معاملات اور مسائل میں فائنل اتھارٹی کا درجہ اختیار کر جائے۔ تو خرابی کا آغاز وہاں سے ہوتا ہے اس سلسلے میں یوں تو مارشل لاء کے یہ نو سال اس کی پوری طرح مثال پیش کرتے ہیں جن میں سول بیوروکریسی اور ملٹری آرمی بیوروکریسی نے مل کر ملک چلایا ہے اور عوامی نمائندوں کا دور دور تک کوئی وجود نہیں تھا۔ لیکن اس سلسلے کی اگر کوئی بدترین مثال آپ دیکھنا چاہتے ہوں۔ تو اس کے لئے آپ اسلام آباد کے نظم و نسق کو ملاحظہ فرمائیں آپ کو وہ نہ صرف

ضرب المثل یاد آجائے گی جو اردو زبان میں موجود ہے اور نادر شاہ کے زمانے سے چلی آ رہی ہے جسے نادر شاہی کہتے ہیں۔ نادر شاہی کا سکہ اگر اسلام آباد میں جناب والا نہیں چل رہا تو یقیناً دنیا کے کسی خطے میں نہیں چل رہا۔

جناب چیئرمین! اسلام آباد کا شہر متاثرین اسلام آباد کی قربانیوں سے بنا ہے جنہوں نے اپنی زمینیں چھوڑی اپنے آباؤ اجداد کی قبروں پر بلڈوزر چلوائے جو اپنے ہی شہر میں اجنبی اور پردیسی بن گئے اور اب تک متاثرین کی تعداد اسی ہزار تک پہنچ چکی ہے اور فائنل ماسٹر پلان کی implementation تک یہ تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار تک جا پہنچے گی۔ ان کی زمینیں کس طرح حاصل کی گئیں۔ انہیں کیا معاوضہ دیا گیا یہ کس طرح آج در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! سی ڈی اے بورڈ کے ہاتھوں ٹھوکریں کھا رہے ہیں یہ ایسی دردناک داستان ہے کہ جسے اس ایوان کے نوٹس میں لانا نہایت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین! پورے ملک میں زمین حاصل کرنے کے لئے حکومت جو ایکٹ استعمال کرتی ہے وہ ۱۹۸۴ کا لینڈ ایکوزیشن ایکٹ ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب اس کے تحت کوئی زمین حاصل کی جاتی ہے تو اسکے خلاف عدالت کا دروازہ کھٹ کھٹانے کی اجازت ہے اس کے خلاف اپیل ہو سکتی ہے لیکن اسلام آباد کے متاثرین کی زمینیں ۱۹۶۰ کے آرڈیننس کے تحت چھینی گئی ہیں۔ حاصل کی گئی ہیں۔ جن کے خلاف کوئی داد رسی کی اپیل نہیں ہو سکتی کمشنر کا فیصلہ فائنل ہے کسی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا نہیں جا سکتا کسی ہائی کورٹ میں رٹ دائر نہیں ہو سکتی۔ اس طرح متاثرین سے خواہ کتنی ہی ناانصافی کیوں نہ ہو جائے ان پر انصاف کے دروازے بند کئے جا چکے ہیں

جناب چیئرمین! اسلام آباد میں سی ڈی اے کا بورڈ ان متاثرین سے زمین جس نرخ پر لیتا ہے وہ ۱۹۵۴ سے لے کر ۱۹۵۸ تک کے زمانے کا نرخ ہے آج ۳۰ سال گزر چکے ہیں پل سے بہت پانی گزر چکا ہے۔ روپے کی قیمت گر چکی ہے لیکن سی ڈی اے بورڈ اسی بات پر بضد ہے کہ وہ ۱۹۵۴ اور ۱۹۵۸ کے ریٹ کے مطابق ہی ان متاثریں کو معاوضہ دے گا۔

جناب چیئرمین! متاثرین نے سپریم کورٹ میں اپیل کی شریعت کورٹ میں اپیل کی ' شریعت کورٹ نے فیصلہ دیا کہ متاثرین کو موجودہ مارکیٹ ریٹ پر معاوضہ دیا جائے لیکن

حکومت سی ڈی اے بورڈ نے اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کر دی اور اس طرح وہ فیصلہ جو شریعت کورٹ نے فائنل کر دیا تھا وہ اب تک معلق چلا آرہا ہے۔ سپریم کورٹ جولائی ۱۹۸۵ میں اپنا فیصلہ Reserve کئے ہوئے ہے۔ اور اب تک یہ فیصلہ منظر عام پر نہیں آرہا۔

جناب چیئرمین! سی ڈی اے کے چارٹر میں ۱۹۶۰ کے اس آرڈیننس کے بعد دوسری آئیہ قرآنی ماسٹر پلان ہے یہ ماسٹر پلان اس وقت بنایا گیا تھا جب مشرقی پاکستانی متحدہ پاکستان میں شامل تھا۔ اور یہ دونوں حصوں کی ضروریات کو کفیل تھا یہ ماسٹر پلان اڑھائی لاکھ ایکڑ زمین کو cover کرتا ہے۔ اور ٹیکسلا کی پہاڑی مارگلہ تک محیط ہے۔

جناب والا! اسی ماسٹر پلان کے تحت مارشل لاء ریگولیشن ۸۲ اور ۱۱۵ کے تحت اس کے درمیان آنے والی کوئی زمین اور زمین کا کوئی ٹکڑا نہ تو بیچا جا سکتا ہے نہ اس پر کوئی تعمیر کی جا سکتی ہے اور اگر اس میں کوئی پہلے سے مکان واقع ہے اور اس کی کوئی دیوار گر جاتی ہے تب بھی سی ڈی اے کی اجازت کی بغیر اس کی دوبارہ تعمیر نہیں کی جا سکتی۔ خلاف ورزی کی صورت میں تین سال تک سزائے قید مقرر ہے جناب چیئرمین! سی ڈی اے بورڈ نے ان متاثرین کو دوبارہ آباد کرنے کے لئے جو پلان بنایا تھا وہ صدر ایوب کے زمانے میں یہ تھا کہ جس متاثرہ شخص سے چار کنال سے ننانوے کنال تک زمین لی جاتی تھی اسے کالونی اضلاع ساہیوال وغیرہ کے علاقے میں ایک سو کنال نہری زرعی زمین دی جاتی تھی۔ اور اسلام آباد میں پلاٹ دیا جاتا تھا۔ بعد میں ۶۵ سے ۸۴ تک اس میں یہ تبدیلی لائی گئی کہ جو زمین لی جاتی تھی متاثرہ شخص کو اسکے عوض میں تھل کی بارانی اور ریگستانی زمین دے دی جاتی تھی اور ایک پانچ مرلہ کا پلاٹ بھی اسلام آباد میں دیا جاتا تھا۔ لیکن اب ۱۹۸۴ کے آخر میں سی ڈی اے بورڈ نے یہ پالیسی بنائی ہے کہ متاثرین کو جن سے ۴۰ کنال زمین لی جائے گی اس کے عوض ان کو راولڈیم کے قریب بیس کنال زمین دے دی جائے گی۔ چالیس کنال سے نیچے جن لوگوں سے زمین لی جائے گی ان کا کیا بنے گا اس سلسلے میں پالیسی واضح نہیں ہے اب سی ڈی اے تین نئے سیکٹر بنانے کے لئے چالیس ہزار پر مشتمل دس دیہات اجاڑنے کا ارادہ رکھتی ہے ان چالیس ہزار دیہاتیوں کو راولڈیم لا کر آباد کیا جائے گا۔ اور ان کی زمین ان سوسائٹیوں کو دی جائے گی۔ کہ جو سی ڈی اے کے پاس رجسٹرڈ ہو چکی ہیں۔

جناب چیئرمین! محمد تغلق کے زمانے میں اس طرح کا شہر بسانے کا منصوبہ ضرور بنایا گیا

[Moulana Kausar Niazi]

تھا لیکن اس چودھویں پندرہویں صدی میں روشنی کے زمانے میں محمد تغلق کی سی پالیسی اگر کسی نے اختیار کی ہے تو سی ڈی اے بورڈ نے کی ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے ---------

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جناب تغلق کا شہر بنا نہیں تھا وہ پھر واپس آ گیا تھا۔

مولانا کوثر نیازی: یہ بھی اللہ نہ کرے کہ نہ بنے میں یہ پیش گوئی نہیں کرتا لیکن اسے متاثرین کی آہیں لے بیٹھیں گی میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر راول ڈیم کے ارد گرد پھیلا ہوا رقبہ ہی آباد کرنا ہے تو سوسائٹیوں کو وہی کیوں نہیں الاٹ کر دیا جاتا اور ان دیہاتیوں یعنی چالیس ہزار باشندوں کو کیوں بے گھر کیا جا رہا ہے اور کیوں نہیں ماسٹر پلان کے اندر تبدیلی کی جاتی کہ اب اس بڑے سے بڑے شہر کی متحدہ پاکستان نہ رہنے کے بعد ہمیں اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی ہمیں نئے نئے مہاجر بنانے سے لوگوں کو بچانے کی ہے مگر سوال یہ ہے کہ سی ڈی اے بورڈ کی بیوروکریسی کی لغت میں ماسٹر پلان کو تبدیل کرنے کا کوئی لفظ پایا ہی نہیں جاتا۔ اس لئے یہ فریاد اُن کے کانوں تک جوں تک رینگانے میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کر رہی جناب والا! متاثرین جو بیشتر دیہاتی آبادی سے تعلق رکھتے ہیں اس جگمگاتے شہر کی طرف آیئے جس کے اندر بیوروکریٹس رہتے ہیں سفرائے کرام رہتے ہیں تجار رہتے ہیں ان کے بارے میں یہ عرض کروں گا اس شہر کے بارے میں جو ہمارا اور آپ کا شہر ہے کہ آپ نے چونا گچ قبر دیکھی ہو گی اوپر سے بہت شاندار نظر آتی ہے لیکن خدا نہ کرے کہ اس کے اندر کا منظر نظر سے گزرے

جناب والا! اس جگمگاتے شہر اسلام آباد کے اندر مسائل کا جو تعفن اٹھ رہا ہے حقیقت یہی ہے کہ اس کی مثال چونا گچ قبر کی مانند ہے یہاں سی ڈی اے بورڈ نے جو سرکاری ملازمین کے لئے کوارٹر بنائے تھے ان کو بیس بائیس سال کا عرصہ گزر گیا لیکن ان کوارٹروں کی حالت یہ ہے کہ ایک دن بارش برستی ہے تو ان کی چھتیں دو دن ٹپکتی رہتی ہیں ان کی مرمت پر خود چیئرمین سی ڈی اے علی نواز گردیزی کے ایک نوٹ کے مطابق ۱۹۸۳ سے ۱۹۸۵ تک کے عرصے میں ان کوارٹروں کی مرمت پر ایک سوا ایک ملین روپوں کی ضرورت پڑے گی وہاں جو لوگ مقیم ہیں چھوٹے درجے کے سرکاری ملازم وہ یہ واویلا کر رہے ہیں سالوں سے یہ فریاد کر رہے ہیں کہ یہ کوارٹر انکے پاس بیچ دئے جائیں سی ڈی اے ان سے رقم لے اور اس طرح مرمت کی رقم

سے بھی بچ جائے گی اور جو اصل زر اس کو ملے فروخت کرنے کے بعد اس سے وہ ایک نیا سیکٹر کھول سکتی ہے۔

جناب چیئرمین! سی ڈی اے بورڈ کے چیئرمین سے ملنا تو ایک بہت بڑا اعزاز ہے صدر مملکت سے ملا جا سکتا ہے وزیر اعظم سے ملا جا سکتا ہے لیکن چیئرمین سی ڈی اے کے دربار میں رسائی بے حد مشکل ہے۔ اس لئے وہ سرکاری ملازمین غریب اپنے وفود کو ان کے حضور شرف باریابی حاصل کرانے میں اب تک کامیاب نہیں ہو سکے۔ جناب چیئرمین! اسلام آباد کے بورڈ میں منتخب نمائندوں کے نہ ہونے کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کی establishment تو بڑھتی جا رہی ہے اس کے اندر افسروں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن اس کی کارکردگی صفر ہے۔ میں صرف ایک سٹیٹ مینجمنٹ کی مثال دیتا ہوں ایک زمانے میں اس میں ایک ڈائریکٹر تھا۔ ایک ڈپٹی ڈائریکٹر تھا۔ اور لوگ مطمئن تھے اب اس سٹیٹ مینجمنٹ کا حال یہ ہے کہ اس میں ایک ڈائریکٹر ہے ایک ایڈیشنل ڈائریکٹر ہے چار ڈپٹی ڈائریکٹرز ہیں آٹھ اسٹنٹ سٹیٹ آفیسر ہیں لیکن فائل ایک جگہ سے دوسری جگہ ہل کر نہیں جاتی

جناب چیئرمین ! یہ شہر ایسا لگتا ہے کہ کوئی الگ جزیرہ ہے جس کا باقی ملک سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلامائزیشن دوسرے ملک میں تھوڑی بہت جیسی ہے۔ بلند بانگ دعووں کے ساتھ ہی سہی نام نہاد ہی سہی مگر ہوئی لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ شہر جیسے ایک انگریز کالونی ہے۔ آپ اس کے ناموں پر ہی غور فرمائیں۔ ایف سکس ہے' ایف سیون ہے ایف ایٹ ہے جی سکس ہے اور اس طرح ایف ایٹ ون ہے ایف ایٹ ٹو ہے یہ اس طرح نام رکھے گئے ہیں جس سے لگتا ہے یہ شہر انگلینڈ میں واقع ہے یہ شہر پاکستان کا حصہ نہیں ہے نہ یہاں اردو زبان رائج ہے نہ یہاں اسلامائزیشن کا عمل ہوا ہے اسلامائزیشن کا عمل دخل اس شہر میں نہ ہونے کا ایک ثبوت یہ ہے کہ جی سکس کی اتنی بڑی آبادی ہے لیکن اس میں لوگوں کے پے در پے مطالبات کے باوجود اب تک سی ڈی اے مسجد نہیں بنوا سکی۔ ۱۹۸۲ میں یہ مسئلہ مجلس شوریٰ میں اٹھا ۱۹۸۵ میں قومی اسمبلی کے اراکین نے اسے اٹھایا۔ لیکن جی سکس ون میں سی ڈی اے نے کوئی مسجد بنانے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ اس لئے کہ یہ ایک جزیرہ ہے جس کا باقی سمندر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جناب والا! مگر بات یہ ہے کہ انگریز کی نقالی یہاں صرف نام کی حد تک ہے کام کی حد تک نہیں اس کا عالم یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے لوگ دھکے کھاتے پھرتے ہیں اور ان

[Maulana Kausar Niazi]

کی شنوائی نہیں ہوتی۔ کمپلیشن سرٹیفکیٹ اگر کوئی شخص یہاں چند مہینے میں مجھے حاصل کر کے دکھا دے تو میں سمجھوں گا کہ وہ واقعی بہت پہنچا ہوا بزرگ ہے۔ میں اپنی مثال جناب چیئرمین آپ کے حضور پیش کرتا ہوں کہ میں نے یہاں مکان ۱۹۷۲ میں بنایا۔ ۱۹۷۷ سے لے کر ۱۹۸۴ تک میں سی ڈی اے سے خط و کتابت کرتا رہا کہ اس کے لئے کمپلیشن سرٹیفکیٹ دیا جائے۔ جو واجبات تھے وہ میں نے ادا کر دیئے۔ اول تو میرے ایک خط کا جواب چھ مہینے سال سے پہلے ملا نہیں لیکن سات آٹھ سال لگ گئے اور ظاہر ہے کہ اگرچہ مارشل لاء کا دور تھا لیکن میں پھر بھی تھوڑا بہت اثر و رسوخ رکھتا تھا۔ آپ جیسے بزرگوں کی وجہ سے میں کچھ نہ کچھ کہلا بھی سکتا تھا۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ میرے پاس ہزاروں قائد اعظموں کی سفارشیں نہ تھیں۔ جناب چیئرمین! کمپلیشن سرٹیفکیٹ سی ڈی اے سے ملنا ایسا کارے دارد ہے کہ عام شہری اس کے لئے دھکے کھاتے ہیں اور ان کو کمپلیشن سرٹیفکیٹ نہیں ملتا۔

جناب چیئرمین! پانی فراہم کرنا سی ڈی اے کا کام ہے۔ لوگوں کو کم سے کم خوراک اگر یہ حکومت مہیا نہیں کر سکتی تو کم سے کم پانی تو پینے کے لئے دے۔ ہوا کو ہم نے کثیف بنا دیا ہے۔ پانی تو کم سے کم صاف ستھرا لوگوں کو فراہم کرے لیکن آپ اتفاق کریں گے کہ اتنا گدلا پانی ہوتا ہے اتنا میلا پانی ہوتا ہے کہ اس کے پینے کے بعد اگر کوئی آدمی صحت مند ہے تو وہ سینے کے زور سے صحت مند ہے ورنہ سی ڈی اے نے اسے بیمار اور مدقوق کرنے میں کوئی کمی نہیں اٹھا رکھی۔ آپ کو صدر محترم کے ان مہمان کا واقعہ یاد ہو گا۔ جو یہاں پریذیڈنٹ ہاؤس میں ٹھہرے۔ جب وہ نہانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت ان پر جو گدلے پانی کی بارش ہوئی ہے اور جو مٹی اور کیچڑ ان کے سر پر پڑا ہے اور تو اس کے بعد کس طرح ملک کی بدنامی ہوئی ہے لیکن سی ڈی اے پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ کسی افسر کو معطل نہیں کیا گیا کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی اس لئے کہ یہ ایک جزیرہ ہے۔ یہاں بیوروکریٹ افسر ہیں۔ یہاں بیوروکریٹ حاکم ہیں۔ یہاں کسی منتخب نمائندے کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! نوجوان ملک کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں نوجوانوں کے لئے کوئی تفریح گاہ نہیں ہے پلے گراؤنڈ نہیں ہیں۔ ابھی ترقیاتی سکیموں میں ہم لوگوں کو حکومت نے پیسے دیئے کہ ہم اپنی نگرانی میں ترقیاتی سکیموں پر انہیں خرچ کرائیں میں نے اٹھارہ پلے گراؤنڈز کی سکیم حکومت کو دی اور میں حکومت کا ممنوں ہوں کہ حکومت نے اسے منظور کیا۔ یہ اٹھارہ پلے

گراؤنڈز پچیس سال کے بعد اسلام آباد کے لئے منظور ہوئے۔ لیکن اب تک کیا عالم ہے پچھلے دنوں نوجوانوں کا ایک فٹ بال کا ٹورنامنٹ ہوا۔ انہوں نے مجھے وہاں مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کیا آپ یقین مانیں جناب چیئرمین! نوجوان کھلاڑیوں کے پاؤں سے میں نے خون رستے دیکھا۔ اس لئے کہ وہ پلے گراؤنڈ اس قابل نہیں تھی۔ کہ وہاں کوئی کھیل کھیلا جاسکے جناب چیئرمین ایک طرف یہ صورت حال ہے اور دوسری طرف سلور جوبلی منائی جارہی ہے۔ اسلام آباد کی سلور جوبلی۔ لاکھوں روپے کے صرف کثیر سے کھیل تماشے ہورہے ہیں اور ڈنر ہورہے ہیں اور جلسے منعقد کئے جارہے ہیں۔ اور چراغاں ہورہا ہے جیسے سارے مسئلے ختم ہوچکے ہیں اسی سلور جوبلی پر خرچ ہونے والی رقوم کو اگر لوگوں کے مسئلے حل کرنے پر خرچ کیا جاتا تو میں سمجھتا کوئی بات ہوئی۔ لیکن اس ملک میں جس کی کوئی سلور جوبلی اب تک نہیں منائی گئی پاکستان کی سلور جوبلی نہیں منائی گئی مگر بیوروکریسی نے اسلام آباد کی سلور جوبلی منائی۔ اس لئے کہ یہ ان کا اپنا جزیرہ ہے۔ یہاں ان کا راج ہے جو چاہیں وہ کریں۔

میں جناب چیئرمین! اپنے دوست شاد محمد خان سے کہتا ہوں کہ میں نے جو قرارداد پیش کی ہے کہ سی ڈی اے بورڈ میں اسلام آباد کے سینٹ اور قومی اسمبلی کے ممبر شامل کئے جائیں وہ اس لئے کی ہے کہ مسئلہ صرف پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا نہیں ہے مسائل بہت گھنے ہیں لوگ پہنچ نہیں سکتے لوگ افسر سے بات نہیں کرسکتے چیئرمین تک رسائی ان کی نہیں ہوتی جناب چیئرمین! متاثرین کے وفد میرے پاس آتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ روزانہ ہم سی ڈی اے آفس کا طواف کرتے ہیں اور وہاں ہمیں پی اے اور چپڑاسی یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ ایک مہینہ میٹنگز ہیں ایک مہینے کے بعد دوبارہ آنا ابھی چیئرمین صاحب فارغ نہیں ہیں تو جناب چیئرمین! اگر سی ڈی اے بورڈ میں منتخب عوامی نمائندے ہوں گے تو لوگ اپنے مسائل ان کے پاس لے کر جائیں گے۔ متاثرین ان کے پاس جائیں گے۔ نوجوان ان کے پاس جائیں گے اور پھر رینٹ کنٹرول کا مسئلہ ہے دوکانداروں کا مسئلہ ہے وہ وہاں پہنچیں گے۔ اگر شاد محمد خان صاحب اس کے لئے تیار ہیں کہ یہاں وہ رہیں اور یہاں کے لوگوں کی نمائندگی وہ کریں اور اپنا یہاں آفس بنائیں تو شوق سے وہ سی ڈی اے بورڈ میں آئیں ہمیں سی ڈی بورڈ میں شامل ہونے کا شوق نہیں ہے۔ مجھے تو یقین ہے کہ مجھے تو شامل بھی نہیں کیا جائے گا۔ سی ڈی اے بورڈ میں بے شک بریگیڈئر حیات صاحب کو شامل کرلیا جائے جناب چیئرمین! جو سرکاری پارٹی کے ممبر ہیں۔ نواز کھوکھر کو شامل کرلیا

جائے گا جو سرکاری پارٹی کے ممبر ہیں لیکن اس ایوان سے دادرسی کی اپیل کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ خدا کے لئے اس شہر بے مثال کو جو شہر لاوارث بن چکا ہے کم سے کم اس کی سرپرستی قبول کریں اور اس کو بیوروکریسی کے چنگل سے نجات دلائیں۔ اس کے بورڈ میں منتخب عوامی نمائندوں کو شامل کرانے کے یہ ریزولیوشن اتفاق رائے سے منظور کیا جائے تاکہ حکومت پر اس کا کچھ اثر ہو۔ اور اسلام آباد کے مسائل حل ہو سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب شاد محمد خان صاحب۔

جناب شاد محمد خان: جناب والا! اتنی لمبی چوڑی تقریر کرنے کی ضرورت نہیں تھی ان کی بات ہی کی میں تائید کرتا ہوں میں اسے ان سے زیادہ جمہوری بنا رہا ہوں میں اسے کسی کی ٹھیکیداری نہیں بنانا چاہتا اگر مجھے موقع دیا گیا جس طرح انہوں نے فرمایا ہے ہم ضرور وقت دیں گے۔ اس کو سارے پاکستان پر پھیلنا چاہئیے یہ ہمارا حق ہے پارلیمینٹ کے ممبروں کا لہٰذا میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے تاکہ سب لوگ اس میں شامل ہو جائیں یہ ہماری مشترکہ چیز ہے کسی کی انفرادی جائیداد نہیں ہے۔ لہٰذا میں اس پر اصرار کرتا ہوں کہ اسے منظور کیا جائے تاکہ تمام پاکستان کے پارلیمنٹ ممبر اس میں فخر کے ساتھ آئیں اور اپنا حصہ ادا کریں۔

مولانا کوثر نیازی: میں نے عرض کیا ہے کہ فاضل رکن بڑے crude، الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ جائیداد یہ اور وہ یہ کس نے کہا ہے۔ کیوں ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

This House is of the opinion that the C.D.A. Board be reconstituted and the members of the Senate and National Assembly be included in the same Board.

جناب چیئرمین: میرے خیال میں He did not mean any indignity فرق صرف اتنا ہے کہ مولانا کوثر نیازی صاحب کا جو ریزولیوشن ہے اس میں یہ ہے

The House is of the opinion that the C.D.A. Board be reconstituted and the Members of the Senate and the National Assembly from Islamabad be also included in the said Board.

اور جو شاد محمد خان صاحب کی تجویز ہے وہ یہ ہے کہ وہ اسلام آباد کے لفظ کو نکالنا چاہتے ہیں اور یہ تجویز کرتے ہیں کہ

The House is of the opinion that the CDA Board be reconstituted and the members of the Senate and the National Assembly from Islamabad be also included in the said Board.

بلالحاظ اس بات کے کہ وہ کس جگہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اور کوئی صاحب اگر اس قرارداد پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں تو ارشاد فرمائیں جناب بنگلز ئی صاحب

جناب حسین بخش بنگلزئی: جناب والا! مولانا کوثر نیازی صاحب کی اتنی مفصل تقریر سننے کے بعد، جہاں تک اسلام آباد کے مسائل کا تعلق ہے کچھ کہنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ کیونکہ ان کے بارے میں انہوں نے بڑی وضاحت سے بات کی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں سرکاری پارٹی یا غیر سرکاری پارٹی کی کوئی بات نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ جہاں تک اسلام آباد کا تعلق ہے یہ پاکستان کا دارالخلافہ ہے اور پاکستان کے دارالخلافہ کی حیثیت سے اس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ مرکزی حیثیت کے پیش نظر، میں ضرور اس معزز ہاؤس کے سامنے گزارش کروں گا کہ جیسے کہ شاد محمد خان صاحب نے ترمیم تجویز کی ہے کہ اس میں نہ صرف اسلام آباد کے ایم این ایز اور سینٹرز شامل ہوں بلکہ اس میں نیشنل اسمبلی کے اراکین اور سینٹ کے دیگر اراکین بلالحاظ اس بات کے کہ وہ کہاں کے رہنے والے ہیں شامل ہوں۔ میں اس ترمیم کی حمایت کرتا ہوں کیونکہ اسلام آباد کی حیثیت مرکزی ہے۔ مرکزی حیثیت کی وجہ سے سی ڈی اے بورڈ میں نیشنل اسمبلی اور سینٹ کے دیگر ممران کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ شکریہ

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر فاضل اراکین یہی چاہتے ہیں کہ اس بورڈ میں پورے ملک کے نمائندگان شامل ہوں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ اس ترمیم کو میری قرارداد میں سمو کر اس ہاؤس کے سامنے پیش کیا جائے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ بریگیڈیئر حیات صاحب۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد حیات خان: جناب والا! میں اسلام آباد میں بارہ سال سے رہ رہا ہوں۔ یہاں کے جو سارے حالات ہیں میں ان کو بخوبی جانتا ہوں مولانا کوثر نیازی صاحب نے بڑے اچھے طریقے سے پورے ایوان کو آگاہ کر دیا ہے۔ میں ان کی ہر ایک بات سے متفق

ہوں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں Human Rights کی بہت بات ہوتی ہے۔ لیکن اسلام آباد کے باشندوں کے پاس کوئی Human Rights نہیں ہیں یہی حالات شہر کے غریب طبقے اور دوکانداروں کے ہیں۔ جب تک اس آرڈیننس میں ترمیم نہیں ہوگی اس وقت تک اس شہر کے غریبوں کا حکومت استحصال کرتی رہے گی۔ میں صرف یہی کہنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جناب پیر عباس صاحب۔

سید عباس شاہ: جناب چیئرمین صاحب! میں مولانا کوثر نیازی صاحب کے خیالات کی تائید کرتا ہوں سی ڈی اے کے جو حالات انہوں نے اس ہاؤس میں پیش کئے ہیں وہ یقیناً یہی ہیں وہ چونکہ یہاں رہتے ہیں۔ ہم تو صرف observer ہیں لیکن پھر بھی ہمیں ان حالات کا پوری طرح سے اندازہ ہے جو یہاں رونما ہو رہے ہیں۔ ان کو جس طریقے سے مولانا صاحب نے یہاں پیش کیا ہے، اس کے پیش نظر میرے نزدیک اب کسی قسم کی کوئی گنجائش نہیں رہ گئی ہے کہ میں کچھ عرض کروں صرف ایک چیز اس ہاؤس کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ سینٹ یا نیشنل اسمبلی کے ممبران کو کسی بورڈ میں شامل کرنا، ہمارے ایوان کے وقار کے خلاف ہے، ہمارے اپنے اصولوں کے خلاف ہے۔ یہ ایوان صرف قانون سازی کے لئے ہے یا ایسے اقدامات کرنے کے لئے ہے جن سے پورے ملک کو فائدہ ہو نہ کہ یہ ہم اس قسم کے بورڈوں میں بیٹھ کر فیصلے کریں۔ اس لئے میں اپنی طرف سے ایک یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر ایک elected body ضرور ہونی چاہئے جیسے کہ مولانا صاحب نے کہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس میں مزید کسی قسم کی کوئی تاخیر نہ کی جائے بہت جلدی کی جائے لیکن سینٹ کے ممبران کو یا نیشنل اسمبلی کے ممبران کو اس میں شامل کرنا غیر موزوں ہو گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب حسن اے شیخ۔

جناب حسن اے شیخ: جناب والا! پہلے بھی ایسے ہوا ہے۔ کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن میں نیشنل اسمبلی کا ایک ممبر شامل تھا۔ اس طرح National Institute of Cardiaverscility میں بھی ایک نیشنل اسمبلی کا ممبر شامل ہوتا تھا۔ کے ڈی اے میں بھی نیشنل اسمبلی کے ممبر کی نمائندگی تھی اور اب بھی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے اگر سی ڈی اے کے بورڈ میں نمائندگی دی جائے تو بہتر ہے اگر آپ پسند کریں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو ہماری شان کے خلاف ہو۔

[Mr. Chairman]

And a member from the National Assembly going to CDA will be very effective. He may be any member, but he will be very effective.

جناب چیئرمین: میرے خیال میں کافی بحث ہو چکی ہے مولانا کوثر نیازی صاحب نے جناب شاد محمد خان کی ترمیم کو قبول کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اسے اب ہاؤس کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس لئے میں اب اسے ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں اور آپ کی رائے دریافت کرتا ہوں ریزولیوشن amended form میں یہ ہو گا۔

"That this House is of the opinion that the CDA Board be reconstituted and the Members of the Senate and the National Assembly may be included in the same Board.

ایک معزز رکن: اس میں اراکین کی تعداد نہیں دی گئی ہے۔

Mr. Chairman: Members of the Senate *i.e.* a limited number.

یہ نہیں ہے کہ سب لے سب نیشنل اسمبلی کے ۲۳۷ اور سینٹ کے ۸۷ اراکین پر مشتمل ایک بورڈ بن جائے۔ Included کا مطلب یہی ہے کہ چند چیدہ حضرات سینٹ اور اسمبلی سے لے کر ان کو پہلے سے موجود بورڈ میں شامل کیا جائے۔

The Motion moved is:

"That this House is of the opinion that the CDA Board be reconstituted and the members of the Senate and the National Assembly may be included in the same Board."

(The Resolution was adopted)

جناب چیئرمین: ریزولیوشن منظور ہو گیا چنانچہ مولانا صاحب کو مبارک ہو۔

Sardar Khizar Hayat Khan: Is there no one to answer on the Government side?

Mr. Chairman: The Government does not want to be represented or does not want to speak, I cannot force the Government to speak.

An honourable Member: There is no Minister in the House.

Mr. Hasan A. Shaikh: Mr. Zain Noorani is sitting in the House.

An honourable Member: But he did not oppose it.

Mr. Chairman: Nobody has opposed it. Shall we take up the next one or.. *(interruption)*.

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! اس سے اگلا ریزولیوشن دوسری دفعہ ایجنڈے پر آیا ہے۔ اسے پیش کر لینے دیں۔ اس پر بحث بے شک بعد میں رکھ لیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے آپ اپنا ریزولیوشن پیش کریں۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! 'ایوان کی رائے ہے کہ کراچی ائرپورٹ اور لاہور ائرپورٹ کو بالترتیب قائد اعظم ائرپورٹ اور علامہ اقبال ائرپورٹ کے نام سے موسوم کیا جائے تاکہ ان راہنماؤں کو قوم کا نذرانہ عقیدت پیش کیا جائے''

Mr. Chairman: The Resolution is:

"That Karachi Airport be named as the Quaid-i-Azam Airport and the Lahore Airport as the Allama Iqbal Airport as a token of the nation's gratitude to these heroes."

اس پر بحث چاہئے یا نہیں چاہئے یا آپ اسے ملتوی کرتے ہیں۔

مولانا کوثر نیازی: آپ اسے ملتوی فرمادیں۔

جناب چیئرمین: اسے آپ ملتوی کرتے ہیں پھر اس صورت میں اجلاس کو کل تک کے لئے ملتوی کرنا پڑے گا۔ وقت آپ بتادیں۔

سید عباس شاہ: ۱۰ بجے کا وقت ٹھیک رہے گا۔ ۱۰ بجے رکھیں۔

جناب چیئرمین: شام کے اجلاس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ ساڑھے چار بجے رکھ لیں۔

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! شام کے اجلاس میں اخبار نویس دوستوں کو بھی بہت دقت ہوتی ہے۔ رات گئے تک وہ اجلاس میں بیٹھتے ہیں جس کی وجہ سے سینٹ کے اجلاس کی صحیح proceedings نہیں آپاتیں۔ اس لئے کبھی اس کا اجلاس صبح بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

جناب چیئرمین: مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اس کے لئے ٹائم ذرا آگے کر دیں کیونکہ اجلاس سے پہلے ہمیں بھی تیاری کرنی پڑتی ہے

مولانا کوثر نیازی: ساڑھے دس بجے کرلیں۔

ایک معزز رکن: گیارہ بجے کرلیں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ساڑھے دس ٹھیک ہے تاکہ نماز تک ہاؤس کی کچھ کارروائی بھی ہو سکے۔

So the House is adjourned to meet tomorrow at 10.30 a.m.
Thank you.

[The House adjourned to meet again at half past ten of the Clock in the morning on Monday, January 27th, 1986].

PCPPI–2299(86) Senate–13-1-87–300.